...لس ادارت

...گڈھ ۲۔ مولانا سید محمد رابع ندوی، لکھنؤ

...صومی، کلکتہ ۴۔ پروفیسر مختار الدین احمد، علی گڈھ

...ضیاءالدین اصلاحی (مرتب)

...ن کا زر تعاون

...۱۲۰ روپے فی شمارہ ۱۲ روپے

...۳۰ روپے

...نہ ہوائی ڈاک پچیس پونڈ یا چالیس ڈالر

بحری ڈاک نو پونڈ یا چودہ ڈالر

...ر کا پتہ: حافظ محمد یحیٰی، شیرستان بلڈنگ

بالمقابل ایس ایم کالج اسٹریچن روڈ، کراچی۔

...ینک ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجیں۔ بینک ڈرافٹ درج ذیل نام سے بنوائیں

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADE...

...فتہ میں شائع ہوتا ہے، اگر کسی مہینہ کی ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ

...ے ہفتہ کے اندر دفتر میں ضرور پہونچ جانی چاہئے، اس کے بعد

...رسالہ کے لفافے پر درج خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

...کم پانچ پرچوں کی خریداری پر دی جائے گی۔

...رقم پیشگی آنی چاہئے۔

...اصلاحی نے معارف پریس میں چھپوا کر دارالمصنفین شبلی اکیڈمی

...اعظم گڈھ سے شائع کیا۔

جلد ۱۷۲ ماہ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ماہ جولائی ۲۰۰۳ء عدد ۱

فہرست مضامین

تہذیب وثقافت اور علوم وفنون میں مسلمانوں کے پُرفخر کارنامے بیان کیے، سمینار کے ڈائرکٹر پروفیسر محمد رفیق نے اس کے اغراض ومقاصد بتائے اور سمینار کی ایڈوائزری کمیٹی کے چیرمین پروفیسر عبدالعلی صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز نے اپنے شعبے کی سرگرمیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ اسلامی علوم کے فروغ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی خدمات کسی اسلامی ملک سے کم نہیں، مقالات کے ۵ سشن مختلف اصحاب نظر کی صدارت میں ہوئے جن میں علی گڑھ میں مقیم اور اس سے وابستہ حضرات کے علاوہ جامعہ ملیہ، جامعہ ہمدرد، دہلی اور تروپتی، الہ آباد، شانتی نکیتن اور کشمیر یونیورسٹیوں کے فضلا نے مقالات پڑھے، دارالمصنفین سے راقم نے شرکت کی تھی اور اپنے مضمون میں ہندوستان کے مشترکہ کلچر اور گنگا جمنی تہذیب کے اثرات، مسلمانوں کی تہذیب ومعاشرت اور اردو شاعری پر دکھائے تھے اور یہ بھی بتایا کہ مسلمانوں نے ملک کی تہذیب پر کیا چھاپ ڈالی، اس کامیاب اور باوقار سمینار کے انعقاد پر پروفیسر محمد رفیق اور ان کے رفقا قابل مبارک باد ہیں۔

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کے زیراہتمام ۲۸ تا ۳۰ رجون کو مولانا ابوالکلام آزاد پر ان کے شایانِ شان ایک باوقار اور عالمانہ سمینار ہوا، اس کا افتتاحی جلسہ ڈاکٹر اخلاق الرحمن قدوائی سابق گورنر بہار کی صدارت میں ۲۸ رجون کو مغرب بعد ہوا جس میں ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری نے مہمانوں اور مندوبوں کا خیر مقدم کیا اور جسٹس آفتاب عالم نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا، سمینار کا افتتاح گورنر بہار اے۔ آر۔ شری جسٹس ایم رام جوائس نے کیا، ان کی تقریر بہت پسند کی گئی، مہمان خصوصی سید شاہد مہدی وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی تقریر بھی پرمغز تھی، صدر جلسہ نے خدا بخش لائبریری کی کتابوں کے رسم اجرا کی خدمت بھی انجام دی، ۲۹ کو صبح ۱۰ بجے مقالات کا پہلا جلسہ مولانا کی تفسیر اور قرآنیات کے لیے مختص تھا، اس میں مولانا اخلاق حسین قاسمی (دہلی)، مولانا برہان الدین سنبھلی (لکھنؤ)، ڈاکٹر سعود عالم قاسمی (علی گڑھ) اور راقم الحروف نے مضامین پڑھے، دوسرے جلسوں میں پروفیسر ابوالکلام قاسمی (علی گڑھ) نے مولانا آزاد کے بنیادی اسلوب کی شناخت، ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی (علی گڑھ) نے کاروان خیال، پروفیسر عزیز الدین (جامعہ ملیہ) نے مضامین عالم گیر پر مولانا آزاد کے حواشی، پروفیسر عبدالحق (دہلی) نے مولانا آزاد کے شعروں کا انتخاب، ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی (علی گڑھ) نے غبار خاطر میں کلام عرب، پروفیسر شریف حسین قاسمی (دہلی) نے مولانا آزاد اور فارسی ادب، ڈاکٹر شافع قدوائی (علی گڑھ) نے

ت

ے اٹھایا گیا تھا اور خاص بات یہ تھی کہ اس کو بات
کانچی کے شنکراچاریہ کا فارمولا اخباروں کی سرخیوں
پس پردہ خود وزیراعظم یا مرکزی حکومت ہے مگر بعد
ں کے ذہنوں سے یہ بات نکلی نہیں، اچاریہ جی اپنا
ں کو بھیج کر بہت مطمئن تھے اور وثوق سے فرمارہے
تمام ہوجائے گا، حالاں کہ ہندو لیڈر اور مذہبی رہنما
تمام ہندوؤں کی طرف سے گفتگو کرنے کا کوئی حق
س نہ آئیں، انہیں اس پر بھی حیرت تھی کہ بورڈ ان
میں عاقبت بیں لوگوں کو حریف کی عیاری اور اپنوں
پنے باوقار اور سب سے معتمد ادارے کی سادہ لوحی
ر بار کی بے وفائی کے تجربے کے بعد بھی کیوں وفا
ر مولا کھلا اور اسے مسترد کیے جانے کی خبر آگئی ؂
کہ درویشی بھی عیاری ہے، سلطانی بھی عیاری

ڈین فیکلٹی آف آرٹ پچھلے کئی برسوں سے سنٹر
انڈیا نیشنل سمینار کرارہے ہیں، اس سال بھی
ور فلسفہ وحکمت کے ارتقا کے عنوان سے ایک
کے ایڈمنسٹریٹو بلاک کے کانفرنس روم میں ہوا،
ں چانسلر جناب نسیم احمد نے کہا مسلمانوں نے
ں، تہذیب وتمدن اور مذہب وسیاست پر اپنے
ئے سید حامد چانسلر جامعہ ہمدرد نے مذہب،

اکٹر جمشید قمر (رانچی) نے مولانا آزاد کے متعلق عوامی میموریل اور اخبارات، پروفیسر
نے مولانا آزاد کا اسلوب غبار خاطر کے آئینے میں، جناب شفیع مشہدی (پٹنہ)
اس کہ تجھ سا کہوں جسے" ڈاکٹر الیاس الاعظمی (اعظم گڑھ) نے مولانا آزاد کی
بدالباری (علی گڑھ) نے مولانا آزاد کی طرز تحریر، پروفیسر شرف عالم (پٹنہ) نے
ری، جناب شاہد ماہلی (دہلی) نے مولانا آزاد بہ حیثیت صدر کانگریس، ڈاکٹر
کا پین اسلام ازم میں حصہ، ڈاکٹر رضی احمد (پٹنہ) نے مولانا کی سیاسی خدمات،
نے بہ حیثیت وزیر تعلیم مولانا کی خدمات اور پروفیسر ریاض الرحمٰن خاں شروانی
دکی چار خود نوشت سوانح عمریاں کے عنوان سے مضامین پڑھے، یہ سب
ضمانت ہیں، ۲۹، ۳۰ رجون کی درمیانی شب میں مدرسہ شمس الہدی کے ہال
ں میں پٹنہ کے علاوہ دہلی، رام پور اور دربھنگہ وغیرہ کے شعرا نے شرکت کی۔

سوسائٹی نے نئے تعلیمی سال میں قرض وظیفے جاری کرنے کے لیے ان
خواستیں طلب کی ہیں جنہوں نے میٹرک کم از کم ۸۰ فی صد، انٹر یا اس کا
ر یجویشن کم از کم ۷۰ فی صد نمبروں سے پاس کیا ہو، جن طالب علموں کے
ب سے زیادہ پائے جائیں گے صرف ان ہی کو اکتوبر ۲۰۰۳ء میں سوسائٹی
لج میں امتحان اور انٹرویو کے لیے دہلی بلایا جائے گا، اس کے بعد ہی میٹرک
۳، گریجویٹ کو ۵۰۰ اور پوسٹ گریجویٹ کو (ریسرچ کے لیے) ۱۲۰۰
نے کا فیصلہ کیا جائے گا، طلبہ کو ایک بانڈ بھر کر دینا ہوگا کہ تعلیم مکمل کرنے
کے بعد سے قرض وظیفہ کی رقم وہ ماہ بہ ماہ (اگر چاہیں تو ایک مشت بھی)
ا شروع کر دیں گے جن میں وہ ان کو ملی تھیں۔ وظیفہ یاب کی تعلیمی پیش
رفتار اطمینان بخش ہونے ہی پر وظیفہ کی تجدید کی جائے گی، خواہش مند
ری تعلیم کے ادارے میں تعلیم کا سلسلہ کم از کم ۲۰۰۵-۲۰۰۴ کے تعلیمی
ر کھتے ہوں تو وہ سکریٹری ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی، تعلیم آباد، سنگم وہار
ت فارم منگوا سکتے ہیں، بھرے فارم ۶ رستمبر ۲۰۰۳ء تک وصول کیے
والی درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔

مقالات

سورۂ تکویر کے اسرار و عجائب

از: مولانا محمد شہاب الدین ندوی مرحوم ☆

"مولانا محمد شہاب الدین ندوی مرحوم نے "تفسیر اسرار القرآن" کے نام سے چند منتخب سورتوں کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی، جس میں خصوصیت کے ساتھ سائنسی اکتشافات کی روشنی میں قرآنی تصوراتِ علم کی قدر و قیمت اور اس کے ابدی حقائق و معارف پر روشنی ڈالتے ہوئے عصر جدید میں قرآن عظیم کے معجزہ ہونے کی نوعیت واضح کرتے، مگر افسوس کہ ان کی زندگی نے وفا نہیں کیا، تاہم اس سلسلے میں وہ جو کچھ لکھ چکے ہیں، وہ وقتاً فوقتاً معارف میں شائع ہوگا، سر دست ان کے صاحب زادے نے سورہ تکویر کی تفسیر سے متعلق یہ حصہ بھیجا ہے جس کو قارئین معارف کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے" (ض)

آغاز بحث قرآن حکیم مختلف علمی حقایق و معارف سے لبریز ایک حیرت انگیز اور بے مثال کتاب ہے جو خاص کر نظام کائنات کے رموز و اسرار پر مشتمل ہونے کی بنا پر اپنی نوعیت میں بالکل یکتا اور منفرد صحیفہ ہے اور اس کے یہ اسرار و عجائب جدید سائنسی تحقیقات و اکتشافات کی روشنی میں دن بدن نکھر نکھر کر سامنے آ رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے نئے نئے پہلو بھی منکشف ہو رہے ہیں۔ ان قرآنی حقایق و معارف کے ملاحظے سے یہ حقیقت پوری طرح بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اس کائنات میں ایک ایسی ازلی و ابدی ہستی ضرور موجود ہے جس کی نظروں سے اس کائنات کی کوئی حقیقت اور اس کا کوئی بھید پوشیدہ نہیں ہے چنانچہ اس نے اپنی کتاب حکمت میں جو غیبی خبریں یا مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی جو پیش گوئیاں درج کر رکھی ہیں ان کے مطابق آج سارے واقعات وقوع میں آ رہے ہیں۔ یعنی ان غیبی خبروں

☆ بانی فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ بنگلور۔ ۲۶

ں خدائی منصوبے کے مطابق ہو رہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ قرآن او
ت کی بنا پر یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ کائنات نہ تو
کارساز کے) وجود میں آئی ہے اور نہ یہ کلام برحق کسی انسان کا
ک یہ دونوں ایک دوسرے کی تصدیق وتائید ہرگز نہ کرتے۔

کائنات اور اس کے مظاہر (جمادات، نباتات، حیوانات اور
کے میکانزم کے بارے میں جو رموز یا ان کے اندرونی بھید اس
ں، ان کی حقیقت جدید سائنسی تحقیقات واکتشافات کی روشنی
ن حکیم کے اس نئے جلوے سے ایک امی شخص (ﷺ) کے
س کے علمی اعجاز پر سائنٹفک ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ یہ کتاب
۔ یہ اسی علام الغیوب یا خدائے علیم وخبیر کا کلام ہے، جس کی
یز اور کوئی بھی علمی حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔ اس طرح آج
ت کی روشنی میں قرآن عظیم کا معجزہ ہونا صاف طور پر واضح ہو
م کے لئے خدا کی حجت ہے۔

یک طرف قرآن عظیم کا کلام الٰہی ہونا علمی طور پر ثابت ہے تو
بھی خالص سائنٹفک نقطۂ نظر سے اس طرح کھل کر سامنے
راس کے شکوک وشبہات کی تمام دیواریں منہدم ہو جاتی ہیں۔
ہو جاتی ہے۔ غرض تحقیقات جدیدہ قرآن حکیم میں دی ہوئی
مسلسل اور پیہم تصدیق وتائید کرتے ہوئے قرآن کے ایک
جا رہی ہیں اور اس کے نتیجے میں وحی الٰہی اور رسالت محمدیؐ
ہے، لہٰذا دنیائے انسانیت کے لئے عقلی اعتبار سے یہ بات
کائنات کا سچا کلام تسلیم کر کے اس کی اتباع کرے اور اپنی
وہ دلیل دیکھ کر مرجائے تا کہ اس کے لئے قیامت کے دن

سورہ تکویر کا موضوع اور مباحث

اس سورہ کا موضوع اور اس کا مرکزی مضمون وقوع قیامت کا سائنٹفک ثبوت ہے، جس کے آثار ومظاہر موجودہ سائنسی تحقیقات کے نتیجے میں کھل کر سامنے آگئے ہیں اور یہ آثار آج عصر جدید پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری کر رہے ہیں، اس کے علاوہ اس سورہ میں وحی الٰہی اور رسالت محمدیؐ کا سائنٹفک ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے جو غافل انسانوں کو جگانے اور بنی آدم کو متنبہ کرنے کے لئے نہایت درجہ مؤثر ہے، نیز اس سورہ کے مباحث سے ضمناً تمام اسلامی عقائد کا بھی اثبات ہو جاتا ہے اور باری تعالیٰ کی تقدیر (اس کائنات کی منصوبہ بندی) کی حقیقت بھی پوری طرح واشگاف ہو جاتی ہے۔ غرض اس سورہ کے مباحث سے اسلام کے تمام بنیادی عقائد کا اثبات علمی وعقلی نقطۂ نظر سے ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ سورہ مختصر ہونے کے باوجود نہایت درجہ جامع اور فکر انگیز ہے، جس سے علم الٰہی کی ''ازلیت'' کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ یعنی جس ہستی نے یہ کلام برحق اتارا ہے وہ اس کائنات کی ہر چیز اور ہر مظہر فطرت کے ''اندرون'' سے بخوبی واقف ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ کو ''علیم'' اور ''خبیر'' کہا گیا ہے۔ یعنی ہر چیز کی حقیقت اور ہر مظہر فطرت کے ''نیچر'' سے بخوبی واقفیت رکھنے والا۔

اس سورہ کا نام تکویر ہے۔ اس کے اصل معنی کسی چیز کو لپیٹنے کے ہیں اور مجازاً اس کا معنی کسی چیز کا بوریا بستر گول کرنا ہے اس سے مراد سورج کی روشنی کا زوال ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اس سورہ کی پہلی آیت میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ سورج ایک دن اپنی روشنی کھو کر پوری طرح بے نور ہو جائے گا۔ چنانچہ اس سورہ کے شروع میں قیامت کے موقع پر جو بارہ مظاہر کے وقوع کی خبر دی گئی ہے، ان میں سے چھ وقوع قیامت کی علامتیں ہیں اور بقیہ چھ میدان حشر یعنی روز جزا کے موقع پر ظہور میں آنے والے واقعات۔ جب پہلی بار صُور پھونکا جائے گا تو پہلی چھ علامتیں (جن میں سے چار طبعی حوادث ہیں) ظاہر ہوں گی۔ پھر اس کے بعد یہ کائنات پوری طرح تباہ ہو جائے گی۔ یعنی اس وقت نہ تو سورج رہے گا اور نہ چاند، نہ زمین رہے گی اور نہ آسمان، بلکہ سب کے سب ریزہ ریزہ کر کے اُجاڑ دیے جائیں گے۔ پھر جب دوبارہ صُور پھونکا جائے گا تو بقیہ چھ واقعات منظر عام پر آئیں گے۔

غرض وقوع قیامت کی چھ علامتوں میں سے چار طبعی حوادث سے متعلق ہیں جو یہ ہیں:

ستارے لڑکھڑا کر منتشر ہو جائیں گے (۳) پہاڑ ریزہ
سندروں میں آگ لگادی جائے گی جس کے نتیجے میں
میں سے پہلی دو علامتیں آج جدید اکتشافات کی روشنی
ں کے نتیجے میں بقیہ دو علامتیں بھی لازمی طور پر ظاہر
وقوع قیامت ایک امر واقعہ ہے کوئی ہنسی مذاق نہیں۔
امنے آئے گا؟ اس کی تفصیلات بقیہ چھ واقعات میں
شخص بخوبی جان لے گا کہ وہ آج کے دن کے لیے کیا
ہے تو اس کا انجام اچھا ہوگا اور اگر برا عمل لے کر آیا

تحقیق کی روشنی میں بالکل یقینی ہے، کیوں کہ قرآن
جس طرح پیش خبری کی گئی ہے، تمام واقعات بالکل
ا اس کلام الٰہی کا برحق اور من جانب اللہ ہونا ثابت
شبہ باقی نہیں رہا اور جب اس کلام کا برحق ہونا علمی و
ی کی صداقت بھی ثابت ہوگئی اور یہ کلام جس واسطے
السلام) وہ بھی روشنی میں آگیا، اس سے فرشتوں کا
ے بندوں کے درمیان واسطہ بننے والی ایک روحانی
ذا یہ بلند پایہ کلام جو اس کائنات کی ابدی صداقتوں
بلکہ وہ رب العالمین کی جانب سے نازل کردہ ہے،
مد ﷺ) کوئی دیوانہ یا مجنوں نہیں ہیں، کیوں کہ
سکتیں جو نظام کائنات کے حقایق اور ابدی سچائیوں
ں ہونے کی وجہ سے سارے جہاں کے لیے ایک
م و تحقیق کی روشنی میں واضح ہو جانے کے بعد جس کی
ے سے نجات پائے کیوں کہ دین الٰہی میں کسی پر جبر

یا زبردستی نہیں ہے۔ یہ اس سورہ کے مضامین کا خلاصہ ہے، اب اس کے بعد تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ سورہ اصولی طور پر تین قسم کے مضامین پر مشتمل ہے جو یہ ہیں:

(۱) آیات ۱۔۱۴ میں وقوع قیمت کی بعض نشانیاں اور میدان حشر کے بعض احوال۔

(۲) آیات ۱۵۔۲۴ میں قرآن اور رسالت محمدیؐ کے اثبات پر بعض علمی و عقلی دلائل۔

(۳) پھر آیات ۲۵۔۲۹ میں نوع انسانی کو اسلام قبول کرنے کی دعوت معقول انداز میں۔

اب بالترتیب ان مضامین پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

۱۔ قیامت کی بعض نشانیاں اور بعض احوال

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ وَاِذَا الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ (کورت ۱۔۱۴)

جب سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے اور جب پہاڑ چلا ئے جائیں گے (اور بالآخر انہیں چور چور کر دیا جائے گا) اور جب گابھن اونٹنیاں (بغیر چرواہے کے) کھلے عام چھوڑ دی جائیں گی اور جب وحشی جانور (باہم) اکٹھے کیے جائیں گے اور جب سمندروں کو جوش دیا جائے گا اور جب روحوں کو جسموں سے ملا دیا جائے گا اور جب زندہ درگور لڑکی سے دریافت کیا جائے گا کہ وہ کس جرم میں ماری گئی اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے اور جب آسمان کا پوست اتارا جائے گا اور جب جہنم کو دھونکایا جائے گا اور جب جنت کو (جنتیوں سے) قریب کر دیا جائے گا، تب ہر شخص بہ خوبی جان لے گا کہ وہ (اس دن کے لیے) کیا لے کر آیا ہے؟

سورج کی موت | اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ (جب سورج کی روشنی یا اس کی بساط لپیٹ دی

ے اس کے یہی معنی منقول ہیں۔لغوی اعتبار سے تکویر
جیسے سر پر پگڑی لپٹی جاتی ہے اور مجازاً اس سے مراد کسی
راد سورج کی روشنی کا زایل کردینا ہے، گویا کہ اس کی
ت ابن عباسؓ اور بعض تابعین سے حسب ذیل اقوال

۔سورج ناپید ہوجائے گا، ۳۔وہ مضمحل ہوکر ختم ہوجائے
ں کا خاتمہ ہوجائے گا، ۶۔وہ اندھا ہوجائے گا۔(۱)
ت ہیں، مگر طبیعیاتی نقطۂ نظر سے یہ حقیقت بیسویں
ح ہوگا اور اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ اب اس حقیقت کو
کہ سورج کے جسم میں جو بے انتہا حرارت اور روشنی
سم ہائڈروجن گیس پر مشتمل ہے جو مسلسل جل رہی
ں طرف پھیل کر لگاتار منتشر ہورہی ہے اس لیے اس
ں، چنانچہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سورج ایک منٹ میں
ج کررہا ہے۔اس لحاظ سے جدید سائنس کا یہ ایک
ور ختم ہوجائے گا۔ہائڈروجن گیس سورج کے لیے
چراغ کی طرح جل رہا ہے، مگر جب اس کا یہ تیل
ں بجھ جائے گا، مگر وہ بجھنے سے پہلے بے انتہا طور پر
ئے گی، جس طرح کہ ایک چنگاری بجھنے سے پہلے
ر سائنس داں جارج گیمو نے اس موضوع پر سالہا
جس کا نام ہی اس نے ''سورج کی پیدائش اور
، کا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے، پھر اس کے بعد
طالعہ کرکے اس نظریہ کی صحت پر مہر تصدیق ثبت
قہ نظریہ ہے جس میں دو رائیں نہیں ہیں (۳)۔

اس سلسلے میں ایک دوسری حقیقت یہ ہے کہ بعض ستارے نامعلوم اسباب کی بنا پر پھٹتے رہتے ہیں، جن کو اصطلاح میں '' حادث ستارے'' (۴) کہا جاتا ہے اور امکان ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارا سورج بھی کسی دن اچانک حادث ستارہ بن کر ختم ہوسکتا ہے اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہماری کہکشاں (ملکی وے) میں اس طرح ہر سال تقریباً تیس ستارے پھٹتے رہتے ہیں (۵) اس اعتبار سے ہمارا سورج اپنا تیل (ہائڈروجن گیس) ختم ہونے سے پہلے ہی کسی بھی دن اور کسی بھی لمحے پھٹ کر بکھر سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب ہمارا سورج نہیں رہے گا تو اس کے تابع سیارے جیسے عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری اور زحل وغیرہ بھی نہیں رہیں گے۔کیوں کہ سورج کی روشنی اور اس کی حرارت ہی کی بنا پر ہماری زمین پر حیوانات ونباتات کا وجود ممکن ہوسکا ہے۔نیز اس کے علاوہ ان اجرام کی باہمی جذب وکشش کی بدولت ہمارے نظام شمسی کا توازن بھی قائم ہے۔جب سورج منتشر ہوکر ختم جائے گا تو یہ توازن بھی درہم برہم ہوجائے گا۔لہذا ہوسکتا ہے کہ اس بدنظمی اور انتشار کی بدولت یہ ستارے باہم ٹکرا کر ختم ہوجائیں اور وہی دن ہمارے لیے قیامت کا دن ہوگا۔چنانچہ اس مسئلے پر اگلی آیت سے بھی روشنی پڑ رہی ہے۔

ستاروں کا انتشار اور قیامت وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ (اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے) اس کی تفسیر میں قدیم مفسرین سے حسب ذیل مفہوم منقول ہیں:

۱۔ستارے بدل جائیں گے، ۲۔منتشر ہوجائیں گے، ۳۔جھڑ پڑیں گے، ۴۔لڑکھڑا جائیں گے (۶)

چنانچہ ستاروں کے اس انجام کا حال دوسرے مواقع پر اس طرح مذکور ہے:

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ (انفطار:۲) اور جب ستارے پراگندہ ہوجائیں گے۔
فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ (مرسلات:۸) بس جب ستارے مٹادیے جائیں گے

ستارے کس طرح جھڑ پڑیں گے اور ان کا انتشار کس طرح ہوگا؟ اس حقیقت کو جدید سائنسی نظریات کی روشنی میں سمجھنا آسان ہوگیا ہے۔کیوں کہ قدیم نظریات کی رو سے ان کا مفہوم واضح نہیں تھا، نئے سائنسی نظریات کی رو سے ستاروں کی موت اور اختتام کائنات کے کئی

ھی بے نور ہوکر منتشر و پراگندہ ہوجائیں گے۔
جانے والی جذب وکشش ختم ہوجائے تو آپس ہی میں

کے مطابق کہکشاؤں (۸) سے بھری ہوئی ہماری یہ
س کے پھیلاؤ کی گنجائش باقی نہ رہے تو یہ تمام کہکشائیں
س کے نتیجے میں وہ سب کی سب ٹکرا کر ختم ہوجائیں گی۔
یک دھماکے کے ساتھ وجود میں آئی تھی اسی طرح ایک
ی قیامت کا دن ہوگا۔ چنانچہ کائنات کے اس اختتام کی

جِلِ
یْدُہٗ
(۱۰۔

جس دن کہ ہم آسمان کو (اس کے تمام اجرام سمیت) اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح کہ مکتوبہ اوراق کا طومار لپیٹا جاتا ہے۔ ہم نے جس طرح (اس کائنات کی) پہلی تخلیق کی تھی اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے اور ہم اسے کر کے رہیں گے۔

امت کے موقع پر اجاڑ دی جائے گی۔ پھر سزا و جزا کے
ئے گا۔ چنانچہ حسب ذیل آیت کریمہ میں اسی حقیقت کا

رضِ
احِدِ
(۴۸

جس دن کہ زمین بدل کر دوسری زمین لائی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے۔ (تب) سب کے سب اللہ واحد کے روبرو پیش ہوں گے جو زبردست قوت والا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس پوری کائنات کو تباہ کر کے اسے دوبارہ وجود میں لانا ایک باجبروت ہستی ہی کا کارنامہ ہوسکتا ہے، جس کی بے مثال قوتوں کا ہم صحیح اندازہ بھی نہیں کرسکتے، کائنات کی وسعت نہایت درجہ محیر العقول ہے جو اربوں کہکشاؤں پر مشتمل ہے اور ہر کہکشاں میں کم از کم ایک کھرب ستارے (ہمارے سورج جیسے) ہوتے ہیں۔ لہذا اتنی بڑی کائنات کو تباہ کر کے پھر اسے دوبارہ بسانا سوائے خدائے ذوالجلال کے اور کسی کے بس کی بات نہیں ہوسکتی۔

پہاڑوں کا بکھراؤ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ (اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے) پہاڑوں کو کس طرح چلایا جائے گا اور ان کا انجام کیا ہوگا؟ تو اس بارے میں قرآن حکیم کی مختلف آیات میں مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں، مگر ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ وہ پہاڑوں کے ٹوٹ کر بکھرنے کی متعدد حالتیں اور کیفیتیں ظاہر کرتے ہیں، مثلاً ایک جگہ مذکور ہے کہ پہاڑ تیزی سے چلنے لگیں گے:

یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا (طور: ۹۔۱۰)

اس دن آسمان پوری طرح لرزنے لگے گا اور پہاڑ تیزی سے چلنے لگیں گے۔

دوسری جگہ مذکور ہے کہ زمین اور پہاڑوں کو ایک پٹخی دی جائے گی۔ یعنی وہ کسی چیز سے (غالباً اجرام سماوی سے) ٹکرا جائیں گے۔

وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً (حاقہ: ۱۴)

زمین کو پہاڑوں سمیت اٹھا کر زبردست ایک پٹخی دی جائے گی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مضبوط ترین پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائیں گے اور وہ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔

یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (قارعۃ: ۴۔۵)

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح بن جائیں گے۔

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا

جب زمین زور سے ہلائی جائے گی اور جب پہاڑ پوری طرح چور چور کر دیئے جائیں گے تو وہ منتشر

…ہ: ۴-۶) غبار کی طرح ہو جائیں گے

…الُ وَكَانَتِ جس دن کہ زمین اور پہاڑ لرز جائیں گے اور پہاڑ

…مزمل: ۱۴) ریت کے تودوں کے مانند ہو جائیں گے۔

…ِ کریمہ میں اختصار کے ساتھ اس انجام کے پہلے اور آخری

…ہے۔

…رَابًا (جب) پہاڑوں کو چلایا جائے گا تو وہ (ریزہ

…نبا: ۲۰) ریزہ ہوکر) غبار کی طرح بن جائیں گے۔

…وطترین پہاڑوں کا اس طرح بکھر کر غبار کی شکل اختیار کر لینے
…مت کے موقع پر مادی ذرات (عناصر و جواہر) کی جذب و
…کے نتیجے میں وہ ریت کے تودوں کی طرح یا روئی کے گالوں

…ا العِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (اور جب
…) کھلے عام چھوڑ دی جائیں گی) اور جب وحشی جانور باہم

…نکا جائے گا تو لوگوں کے ہوش اڑ جائیں گے اور ان پر ایسی
…ے گی کہ وہ اپنی تمام قیمتی اشیاء کو بھول کر حواس باختہ ہو جائیں
…لایا گیا ہے، جو دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کے لیے بولا جاتا
…سب سے زیادہ قیمتی شے تھی، تو اس موقع پر قیامت کی
…استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس موقع پر جنگلی جانور بھی
…اور انہیں ہوش ہی نہیں رہے گا کہ کون کس کے بازو کھڑا
…پاس کھڑے ہوں گے مگر وہ ایک دوسرے کا خیال کئے

…ا البِحَارُ سُجِّرَتْ (اور جب سمندروں کو جوش دیا

جائے گا) سمندروں کو جوش دیئے جانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں دھونکایا جائے گا، یہاں تک کہ وہ آگ کی طرح ہو جائیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں ان کا پورا پانی بھاپ بن کر اڑ جائے گا۔ چنانچہ ایک دوسرے موقع پر باری تعالیٰ نے اس مظہر کو "ابلتا ہوا سمندر" قرار دیا ہے۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ: اور قسم ہے ابلتے ہوئے سمندر کی۔ (طور: ۶)

یہ دونوں آیتیں ایک ہی مفہوم پر دلالت کر رہی ہیں کیوں کہ ان دونوں میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کا مادہ مشترک ہے یعنی س ج ر مگر ایک اور موقع پر دوسرا لفظ لایا گیا ہے، جو ف ج ر سے ہے۔

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ: اور جب سمندروں کو باہم ملا دیا جائے گا (انفطار: ۳)

مختلف تفسیروں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان الفاظ سے کیا مراد ہے؟ بعضوں کے نزدیک "سُجِّرَتْ" اور "فُجِّرَتْ" کے معنی مختلف ہیں اور بعضوں کے نزدیک ان دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ چنانچہ مختلف تفسیروں میں لفظ اول کے حسب ذیل معانی منقول ہیں:

۱۔ اس کا اصل معنی تنور کو گرم کرنا ہے، لہذا جب کوئی چیز گرم کی جائے گی تو اس کی رطوبت غائب ہو جائے گی۔ اس لحاظ سے سمندر پوری طرح خشک ہو جائیں گے۔
۲۔ تمام سمندروں کو باہم ملا دیا جائے گا تو وہ سب مل کر ایک ہی سمندر بن جائیں گے۔
۳۔ سمندروں میں آگ لگا دی جائے گی۔
۴۔ سمندروں کا پانی غائب کر دیا جائے گا۔
۵۔ سمندروں کو اس طرح دھونکایا جائے گا جس طرح تنور دھونکایا جاتا ہے۔
۶۔ سمندر آگ بن جائیں گے۔
۷۔ سمندر ابلنے لگیں گے۔
۸۔ سمندر کا پانی زمین کے پانی سے مل جائے گا۔
۹۔ تسجیر اور تفجیر دونوں کے معانی ایک ہی ہیں (۱۰)۔

لیکن یہ صرف لفظی اختلاف ہے، معنوی اعتبار سے یہ تمام اقوال مختلف ہونے کے

ر ہے ہیں کہ سمندروں کو اس طرح گرم کیا جائے گا یا انہیں
بن جائیں گے اور ان کا پانی بالکل غائب ہوجائے گا اور
ہیں مگر مجموعی اعتبار سے سب اسی ایک حقیقت کی مختلف
یں پانی ڈال کر اسے چولہے پر گرم کیجئے تو آپ دیکھیں گے
کر ابلنے لگے گا، اور پھر پتیلی سے باہر آکر نیچے گرنا شروع
جلتے وہ بھاپ بن کر پوری طرح غائب ہو جائے گا تو
بن کر ختم ہوجائے گا۔

ں کو کس طرح گرم کیا جائے گا ایک معمہ تھا، جدید طبیعیات
۔ چنانچہ اس کا تعلق اس سورہ کی پہلی آیت (سورج کی بے
ے جب سورج اپنی فناپذیری سے پہلے اپنی ''آخری ہچکی''
ک اٹھے گا، جس کے نتیجے میں اس کی تپش اپنی موجودہ تپش
رح کہ ایک چنگاری بجھنے سے پہلے ایک شعلے کے مانند بن
روں کے اس مظہر کو ''سرخ دیو'' (۱۱) کہا جاتا ہے، غرض
ں کی زبردست حرارت کی وجہ سے سمندروں کا سارا پانی
ہونے سے پہلے جوش میں آکر زمین پر چڑھنے اور بہنے
ایک ہو جائے گا، اس طرح تفسیروں میں جو مختلف اقوال
(۱۲) واللہ اعلم۔

وظ رہنی چاہئے کہ زمین پر جو بارش ہوتی ہے اس کا پانی
ج کی گرمی اور حرارت سے سمندروں کا پانی بھاپ بن کر
تیار کر لیتا ہے، لیکن سورج کے بے انتہا بھڑک اٹھنے سے
ائے تو صاف ظاہر ہے کہ پورا پانی اچانک اور یک بارگی
غائب ہونے سے پہلے آگ کی طرح کھول رہا ہوگا۔
ع قیامت سے پہلے کی علامتیں ہیں اور بقیہ چھ واقعات

وقوع قیامت یا یوم محشر کے احوال اور کیفیتیں ہیں۔(۱۳)

یوم محشر کے احوال

۱۔ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (جب روحوں کو جسموں سے ملا دیا جائے گا) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح کا جسم سے الگ اپنا ایک وجود ہے اور وہ کیمیائی ردعمل یا ری ایکشن کا نتیجہ نہیں ہے جیسا کہ مادہ پرستوں کا خیال ہے۔ ارواح کا وجود عالم اجسام سے پہلے بھی تھا اور وہ بعد بھی رہے گا بالفاظ دیگر روح کبھی مرتی نہیں، بخلاف جسم کے۔ اللہ تعالی نے یوم ازل ہی میں تمام روحوں کو پیدا کر دیا تھا جو دنیا میں اپنے اپنے وقت پر اپنے جسموں سے جڑتی رہی ہیں، اس عالم آب وخاک میں روحوں کی جلوہ گری صرف کچھ عرصے کے لیے ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے انسان دنیا میں آنے سے پہلے بھی ''موت'' کی حالت میں تھا اور مرکر دوبارہ اٹھائے جانے تک پھر ''موت'' کی حالت میں ہوگا۔ اسی کی تعبیر قرآن حکیم میں ''دو موتوں'' اور ''دو زندگیوں'' کے الفاظ سے اس طرح کی گئی ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (بقرہ:۲۸)

تم اللہ کا انکار کیوں کر کر سکتے ہو حالانکہ تم (دنیا میں آنے سے پہلے) مردہ حالت میں تھے تو اس نے تمہیں زندہ کیا؟ پھر وہ تمہیں مردہ بنادے گا پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

۲۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئی؟) یہ بات اس جرم کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے ہے کہ بجائے قاتل کے مقتول سے سوال کیا جائے گا کہ اس بے دردانہ قتل کا سبب کیا تھا؟ چنانچہ دور قدیم میں عربوں میں اس کا رواج تھا کہ لڑکی کی پیدائش کو ننگ و عار تصور کرتے ہوئے گڑھا کھود کر اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اور آج بھی موجودہ مہذب معاشرے میں لڑکی کے وجود کو منحوس قرار دے کر اسے مختلف طریقوں سے مارا جاتا ہے اور اس کا رواج آج ہندوستان میں سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ بعض قوموں میں پیدائش کے فوراً بعد لڑکیوں کو زہر دے کر ختم کر دیا جاتا ہے تو بعض پڑھے لکھے لوگ دوران حمل ہی میں لڑکی ہونے کا پتہ لگا کر حمل ساقط کر دیتے ہیں اس طرح

بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتاری جا رہی ہیں،
ر انتہائی سفاکی ہے۔
شرتْ (جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے) یعنی
ر اعمل کیا تھا وہ سب مکتوبہ شکل میں اس کے سامنے آئے گا
پائے گی بلکہ ہر شخص اپنا نامۂ اعمال دیکھ کر بھونچکا رہ جائے

هٰذَا (اس وقت مجرم لوگ) کہیں گے کہ ہائے ہماری
ةً وَّلَا خرابی یہ کیسا اعمال نامہ ہے جس نے ہر چھوٹی اور
بڑی بات کا احاطہ کرلیا ہے۔

طتْ (اور جب آسمان کا پوست اتارا جائے گا) یعنی آسمان
کی چیزیں ہر ایک کو صاف نظر آنے لگیں گی۔
تْ (اور جب دوزخ کو دھونکایا جائے گا) یعنی جہنم کو خوب

اور جب جنت کو قریب کردیا جائے گا) یعنی اسے جنتیوں

حْضَرَتْ (اور تب ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا
یا برا۔
ور پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا تو ابتدائی چھ مظاہر ظاہر ہوں
ئے گا تو بقیہ چھ مظاہر وقوع میں آئیں گے۔ چنانچہ حسب

حِدَةً پس جب صور یک بارگی پھونکا جائے گا اور زمین
ا دَكَّةً اور پہاڑوں کو ایک پٹخی (زبردست) دی جائے
شقّتِ گی تو اس دن واقع ہونے والی چیز (قیامت)

السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ (حاقہ: ۱۳-۱۶)

واقع ہوجائے گی اور آسمان پھٹ جائے گا جو اس دن بودا دکھائی دے گا۔

اور صور ثانی کا ذکر ان آیات میں موجود ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ قَالُوْا يَاوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ. اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ. (یٰس: ۵۱-۵۳)

جب (دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو وہ (تمام لوگ) اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی ہمیں اپنی خواب گاہوں سے کس نے اٹھادیا؟ (اللہ کے) رسولوں نے (بالکل) سچ کہا تھا (کہ قیامت آنے والی ہے) وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی، پھر سب کے سب ہمارے پاس حاضر ہوجائیں گے۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا (نبا: ۱۷-۱۸)

فیصلے کا دن یقیناً متعین ہوچکا ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم سب گروہ در گروہ (ہمارے پاس) چلے آؤ گے۔

بہر حال صور اول اس بات کا اعلان ہے کہ قیامت کی آمد آمد ہورہی ہے، تب اس کی ہولناکی سے لوگوں پر ایسی بدحواسی طاری ہوجائے گی کہ وہ اپنا سب کچھ بھول جائیں گے۔ دودھ پلانے والی عورت اپنے بچے سے غافل ہوجائے گی، حاملہ عورت کا حمل ساقط ہوجائے گا اور لوگ مدہوش ہوکر حیران و سراسیمہ دکھائی دیں گے۔ چنانچہ حسب ذیل آیات میں اس واقعہ کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا ہے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو، وقت موعود (قیامت) کا زلزلہ ایک بہت بڑا حادثہ ہوگا۔ جس دن تم اسے دیکھو گے تو (اس دن) ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے

ب اللہ ... گی ، اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی اور تو
(۱۔۲) لوگوں کو مدہوش دیکھے گا مگر وہ (حقیقتاً) مدہوش نہ
ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب نہایت سخت ہوگا۔

(صور اول) کے موقع پر زمین اور آسمان کی تباہی سے پہلے
ہوش ہوجائیں گے۔ پھر زمین اور آسمان کو تباہ کرکے انہیں
ا۔ پھر اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ
یں جمع ہوجائیں گے۔ چنانچہ ان دونوں صوروں کا ذکر حسب

مَنْ فِي ... اِلَّا مَنْ ... ى فَاِذَا ... ر:۶۸)

اور (جب پہلی بار) صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ بے ہوش ہوجائے گا بجز جسے اللہ چاہے، پھر جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ (تمام) اچانک (میدان حشر میں) کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔

ور رسالت محمدی کا اثبات

ت ۱۵ تا ۲۴ پر مشتمل ہے اور اس میں قرآن حکیم یا وحی الٰہی
طے سے یہ کلام پیغمبر آخرالزماں (ﷺ) تک پہنچا، یعنی
تعارف کراتے ہوئے کلام الٰہی کی حقانیت پر عقلی و علمی دلائل
ئی داستان یا اسطوریات کی قبیل کی کوئی چیز نہیں، بلکہ رب
ب ہے، جو ایک معزز فرشتے کے ذریعہ پہنچائی گئی ہے۔ اس
د ہے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بننے والی
ہے جو اللہ کا پیغام اس کے منتخب بندوں (رسولوں) تک
ض امور کو انجام دینے پر بھی مامور ہیں۔

فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ . وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ

(تکویر۔۸۱: ۱۵ تا ۲۴)

پس میں قسم کھاتا ہوں (ان ستاروں کی جو) پیچھے ہٹنے والے اور چلتے چلتے چھپ جانے والے ہیں اور رات کی جب وہ جانے لگے اور صبح کی جب وہ آنے لگے کہ یہ (قرآن) ایک معزز رسول (جبریل کے ذریعہ بھیجا ہوا) کلام ہے، جو صاحب عرش (جل جلالہ) کے نزدیک طاقت ور اور مرتبے والا ہے۔ وہ وہاں پر (فرشتوں کا) سردار اور امانت دار ہے، (اس لحاظ سے) تمہارا ساتھی (محمدؐ) کوئی دیوانہ نہیں ہے۔ (بلکہ) اس نے (فرشتے) کو (آسمان کے) کھلے کنارے پر دیکھا ہے (لہذا) غیب کی باتیں بیان کرنے میں متہم نہیں ہوسکتا (۱۴) (بلکہ وہ خدا کی جانب سے بھیجی ہوئی تمام باتیں بے کم و کاست بیان کرتا ہے)۔

ان آیات میں جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے انہیں دراصل بطور گواہی پیش کیا گیا ہے کہ اس حقیقت پر یہ تمام چیزیں شاہد ہیں، مگر اس موقع پر کن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے؟ وہ واضح نہیں ہیں۔ کیوں کہ یہاں پر صرف چند صفات بیان کی گئی ہیں اور ان کا موصوف محذوف ہے۔ اسی لئے مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ ان سے مراد کیا ہے؟ اس موقع پر تین صفات بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ اَلْخُنَّس (واحد: خانس) چھپنے والے یا پیچھے ہٹنے والے۔

۲۔ اَلْجَوَار (واحد: جاری) تیزی سے چلنے والے۔

۳۔ اَلْكُنَّس (واحد: کانس) غائب ہونے والے۔

چنانچہ اس کی تفسیر میں اول نمبر پر ستارے مراد ہیں اور بہ کثر مفسرین نے یہی مراد لیا ہے۔ یعنی وہ ستارے جو تیزی سے چلنے والے اور دن میں چھپ جانے والے ہیں۔ کیوں کہ

یق ہے اور بعض مفسرین نے ان سے حسب ذیل پانچ سیارے
یخ، مشتری اور زحل اور ان کو "خمسہ متحیرہ" بھی کہا گیا ہے۔ یعنی
لے سیارے، اس کے علاوہ اور بھی تاویلیں کی گئی ہیں، مگر ان سے
دیک زیادہ بہتر ہے، واللہ اعلم، اس موضوع پر کوئی جدید ماہر
س بنا پر اس کی صداقت مستقبل میں ظاہر ہو سکے گی۔

اور جواب قسم کا تعلق ہے تو اس موضوع پر اب تک کسی بھی
لہ علمی (سائنسی) اعتبار سے یہ ایک نہایت درجہ مشکل مسئلہ ہے
ت" میں شمار کیا جا سکتا ہے، یعنی ، قرآن کی وہ آیتیں جن کا
یادہ تر مستقبل کی تحقیقات کے ذریعہ منکشف ہونے والا ہو۔
یات موجود ہیں جن کا مفہوم دور قدیم میں ظاہر نہیں ہو سکا تھا۔
شنی میں آج ان کا بہتر سے بہتر مفہوم سامنے آ رہا ہے اور اس
ود ہے کہ اس کائنات میں ایک علام الغیوب ہستی ضرور موجود
ے باخبر ہے۔ اس حیثیت سے قرآنی متشابہات دراصل "علمی
اقت مستقبل میں ظاہر ہونے والے والی ہو۔ چنانچہ "اقسام
بت سے علمی معمے موجود ہیں جو ابھی تک حل نہیں ہو سکے ہیں،
ج کی "بے نوری" (تکویر) بھی ہے، جس کی حقیقت عصر جدید
اب پوری طرح بے نقاب ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے جب
ت آج علمی اعتبار سے پوری طرح منکشف ہو چکی ہے:
رج اور اس کی روشنی کی قسم (شمس: ۱)

نی دونوں شاہد ہیں کہ وہ زوال پذیر ہو کر ختم ہونے والے
سورۂ شمس دونوں ایک ہی موضوع سے متعلق اور ایک ہی
کائنات عن قریب ایک وقت مقررہ پر ختم ہونے والی ہے جو

ل کی وجہ سے دونوں سورتوں کا ایک ہی موضوع قرار دینا نہایت تعجب خیز ہے" مل"

نیز اس سلسلے میں حضرت حسن بصریؒ (ایک جلیل القدر تابعی) سے منقول ہے کہ "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" بھی قسم ہے (جو ایک پیش گوئی کے طور پر ہے) اور جواب قسم "عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ" ہے (۱۶)

پہلے اور دوسرے مضمون میں ربط فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ، یہ اس سورہ کا دوسرا مضمون ہے، جو "فاء" کی وجہ سے پہلے مضمون سے جڑا ہوا ہے، یعنی پہلا مضمون ایک دعویٰ یا ایک "خبر" تھی جس کی صحت پر یہاں دلیل دی جا رہی ہے کہ ستاروں کے نظام اور دن رات کے تسلسل کے ساتھ آنے اور جانے کا یہ حیرت انگیز ضابطہ ایک عظیم ترین ہستی کے وجود پر دلالت کر رہا ہے کہ ان آسمانی ضوابط میں عجوبوں سے بھرا ہونے کے باوجود کسی قسم کی بد نظمی نہیں ہے، بلکہ یہ تمام مظاہر ایک نفیس ترین ضابطے کے پابند ہیں جو خود بخود وجود میں نہیں آ سکے۔ بلکہ ان کا ایک خالق ہے جو بے مثال قدرت والا ہے۔

غرض پہلے مضمون کے بعض واقعات جب پوری صحت کے ساتھ اسی طرح واقع ہو رہے ہیں اور بعض ہونے والے ہیں، جس طرح کہ کلام الٰہی میں خبر دی گئی ہے تو اس مظہر ربوبیت کے ملاحظہ سے ایک علام الغیوب یا علیم وخبیر ہستی کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے جو مظاہر کائنات کے "طبائع" یا ان کے اندرونی احوال اور ان کی "کارکردگیوں" سے پوری طرح واقف ہے ورنہ یہ تمام پیش گوئیاں اسی طرح واقع نہ ہوتیں جس طرح کہ کلام الٰہی میں خبر دی گئی ہے، اس لحاظ سے یہاں پر دو اہم باتیں ثابت ہوتی ہیں: اول یہ کہ یہ کائنات اور اس کے مظاہر ایک عظیم الشان قدرت والی ہستی کا کرشمہ ہیں اور دوم یہ کہ وہ ہستی اپنی تخلیقات کے طبائع یا ان کے کارکردگیوں سے بھی پوری طرح واقف ہے، اس طرح اس کی دو ذاتی صفات (قدرت اور علم) کا اثبات ہوتا ہے، چنانچہ قرآن اور کائنات کی مطابقت سے اس سلسلے کے نئے نئے حقائق سامنے آ رہے ہیں، جو ایک پُر جلال ہستی اور اس کی لامحدود قوت وقدرت اور اس کی ہمہ دانی (علامیت) پر دلالت کر رہے ہیں اس طرح یہ پورا سلسلۂ وجود اور خاص کر اس کا یہ حیران کن آسمانی نظام اس حقیقت پر گواہ ہے کہ یہ کلام برحق اسی پر جلال ہستی کی جانب سے نازل کردہ ہے جس نے یہ کائنات بنائی ہے اور اپنی کائنات کے نظاموں کے طبیعی اصول وضوابط اس میں درج کر دیئے ہیں تا کہ انسان آگے چل کر خود اپنی ہی

ں وضوابط کی حقیقت پر سے پردہ اٹھا سکے، اور اس کے نتیجہ میں
نقطۂ نظر سے بہ خوبی ثابت ہوجائے، اس طرح عالم انسانی پر
یا انسان اپنی ہی تحقیقات کے ذریعہ کتاب الٰہی کی تصدیق
کائنات خود بہ خود وجود میں نہیں آئی، بلکہ اللہ کی بنائی ہوئی ہے،
دیق وتایید کے لئے مظاہر کائنات کے نظاموں میں اپنے
دلایل رکھ چھوڑے ہیں جو اس کائنات کے تحقیقی مطالعہ کے
ن ہی دلائلِ ربوبیت کو قرآن حکیم کی اصطلاح میں [illegible]
طرت کی وہ نشانیاں جو خدا کے وجود کی علامتیں ہیں۔

یہ آسمانی نظام قرآن حکیم کے کلام الٰہی ہونے کی شہادت دے
بہ (۱۸) (جواب قسم) کا ربط وتعلق جس پر مفسرین نے کوئی
''اقسام القرآن'' کا حق ابھی ادا نہیں ہوا ہے۔ بلکہ یہ سائنسی
راقم نے یہ توجیہ اپنی ناقص معلومات کی بنا پر کی ہے، ہوسکتا
ر پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالے، کیوں کہ کلام الٰہی کے تمام
طاقت سے باہر ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی آیات کی
گہرے اور عمیق مطالعے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ان علوم سے
ر ہیں گی۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے کائناتی علوم ومسائل کا
بار دعوت دی ہے۔

نظامِ کائنات کے گہرے مشاہدے سے خدائے تعالیٰ کی
تا ہے تو کلام الٰہی کے مطالعے سے اس کے ''علم ازلی'' کا
ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ جو منکرِ خدا
ق کا انکار کرتے ہوئے اس کائنات کو محض بخت واتفاق کا
لی کے ''علم ازلی'' سے انکار کی مجال نہ رہ جائے۔ بہ الفاظ
نے کا انکار کرے تو اسے اس کے ''عالم'' ہونے کا اقرار

ضرور کرنا پڑے گا کیوں کہ قرآن میں کائنات اور اس کے انجام کے بارے میں جو پیش خبریاں دی گئی ہیں۔ انہیں کے مطابق سارے واقعات ظہور میں آرہے ہیں اور جدید سے جدید تر تمام تحقیقات ان پیش خبریوں پر مہر تصدیق ثبت کررہی ہیں، قرآن عظیم کے کلام الٰہی ہونے کا اس سے بڑا سائنٹفک ثبوت اور کیا چاہیے؟

آسمانی دنیا کا محیر العقول نظام

واضح رہے پہلے مضمون (آیات: ۱-۱۴) میں سورج اور ستاروں کی بے نوری اور ان کے انتشار کی داستان بیان کی گئی تھی۔ اب اس موقع پر ستاروں کی ایک خاص روش بیان کی جارہی ہے، کہ وہ دن میں سورج کی روشنی کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ رات میں نمودار ہوکر پورے آسمان کو اپنی چمک دمک سے آراستہ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں جمال ربوبیت کے ساتھ ساتھ جلالِ ربوبیت کا نظارہ سامنے آتا ہے، جو دیکھنے والوں کے لیے دلچسپی کا باعث بھی ہے، چنانچہ ستاروں کی اس دنیا کو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے متعدد ''گروپ'' ہیں جو مخصوص شکل وصورت کے حامل ہیں، یعنی چند ستارے مل کر ایک مجموعے یا گروپ کے حامل ہوتے ہیں، جو سال بھر میں اپنے اپنے اوقات میں مشرق کی جانب سے طلوع ہوکر مغرب کی طرف غائب ہوجاتے ہیں، ان مجموعوں کو ماہرین فلکیات نے مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے، چنانچہ ذیل میں بعض مجموعوں کے نام درج کئے جاتے ہیں:

دُبِ اصغر	Ursa Minor	دُبِ اکبر	Ursa Major
تنین	Draco	قیقاوس	Cepheus
جاثی علی رکبتہ	Hercules	دجاجۃ	Cygnus
ذات الکرسی	Cassiopeia	برشاوش	Perseus
عقاب	Aquila	فرس اعظم	Pegasus
مرأۃ المسلسلہ	Andromeda	حمل	Aries
ثور	Taurus	توامین	Gemini
اسد	Leo	عذراء	Virgo
میزان	Libra	عقرب	Scorpius

Ac جبار Orion

ے مجموعے ہیں (۱۹) اور یہ سال کے بارہ مہینوں میں مخصوص
اور غروب ہوتے ہیں، اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔
تاروں کو دیکھ کر سمت معلوم کرتے ہیں (وَبِالنَّجْمِ هُمْ
سے زیادہ حیرت انگیز نظارہ یہ ہے کہ زمین دو قسم کی گردش کرتی
ے سورج کے گرد، اور خود سورج بھی اپنے تابع سیاروں کو لے
م منزل کی طرف سفر کر رہا ہے، اسی طرح خود ہماری کہکشاں بھی
کری ملاحظہ ہو کہ ان چار قسم کی گردشوں کے باوجود کیا مجال ہے
پنے اپنے وقت پر طلوع اور غروب نہ ہوں۔ یا یہ کہ ان کی شکل و
چنانچہ ان کے نظاموں میں کبھی کوئی بدنظمی نظر نہیں آتی، کیا یہ
اس قدر نفیس اور بے داغ نظام بغیر کسی ناظم اور مدبر کے چل
مانی نظام خدائی تقدیر (منصوبہ بندی) اور تدبیر کے تحت رواں
نظر نہیں آتی، اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

صَابِيْحَ	اور ہم نے آسمان کو چراغوں سے زینت بخشی ہے
الْعَلِيْمِ	اور حفاظت کے لئے بھی۔ یہ ہے منصوبہ ایک
دہ:۱۲)	زبردست اور ہمہ داں ہستی کا۔
نُّجُوْمُ	سورج، چاند اور ستارے (سب کے سب) اسی
الْخَلْقُ	کے حکم کے تابع ہیں۔ آگاہ رہو کہ (تمام مظاہر عالم
مِيْنَ	کو) پیدا کرنا اور (ان پر) حکم چلانا اسی کے لیے
(۵۴:	سزاوار ہے۔ (لہذا) بڑا ہی بابرکت ہے اللہ جو
	سارے جہاں کا رب ہے۔
فَوْقَهُمْ	تو کیا انہوں نے اپنے اوپر موجود آسمان کی طرف
لْنٰهَا مِنْ	نظر نہیں ڈالی کہ ہم نے اسے کیسے بنایا اور کس طرح

فُرُوْجٍ (ق۔۶)	اسے آراستہ کر دیا، جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے؟

الغرض یہ زبردست آسمانی نظام جو بے شمار ستاروں اور لاتعداد "برجوں" یا ستاروں کے جھرمٹوں پر مشتمل ہے (اور ان میں کہکشائیں بھی شامل ہیں) وہ ایک خلاق اور پرجلال ہستی کی موجودگی کی خبر دے رہا ہے۔ اور یہ سارے حقایق کلام الٰہی میں مذکور پیش گوئیوں کے عین مطابق ہیں۔ لہذا یہ حیرت ناک آسمانی نظام کلام الٰہی کی تصدیق کر رہا ہے کہ وہ بلاشبہ رب العالمین ہی کی جانب سے نازل شدہ ہے۔ ناچیز راقم کی نظر میں یہ ہے قسم اور جواب قسم میں ربط و تعلق۔ واللہ اعلم۔

ستاروں کا غروب یا ان کی فناپذیری اس موقع پر یہ حقیقت بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ جس طرح چاند اور سورج ہمیشہ مشرق کی جانب سے طلوع ہوتے ہیں اور مغرب کی جانب غروب ہو جاتے ہیں، اسی طرح ستارے بھی مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتے ہیں۔ خالق ارض و سماء ان مظاہر کے ذریعہ انسان کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ ان تمام اجرام سماوی کا وجود بالکل عارضی ہے۔ چنانچہ وہ جس طرح ایک متعین ضابطے کے تحت کبھی طلوع اور کبھی غروب ہوتے ہیں اسی طرح وہ مستقل طور پر بھی غائب ہو سکتے ہیں، جیسا کہ یہ حقیقت زیر بحث سورہ کی ابتدائی دو آیتوں میں بیان کی گئی ہے: (اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ) چنانچہ ایک دوسرے موقع پر بالکل اسی اُسلوب میں ستاروں کے غروب ہونے کی قسم کھائی گئی ہے۔ یعنی انہیں بطور گواہ پیش کیا گیا ہے کہ یہ کائنات اُجڑ کر رہے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (واقعہ:۷۵۔۸۰)	پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے ڈوبنے کی اور اگر تم سمجھو تو یہ ایک بہت بڑی قسم ہے۔ (اس بنا پر) یہ قرآن بلاشبہ بڑی شان والا ہے جو ایک محفوظ کتاب میں ہے۔ اسے بغیر طہارت کے کوئی چھو نہیں سکتا۔ (کیوں کہ) یہ رب العالمین کی جانب سے نازل شدہ ہے۔

اس اعتبار سے اجرام سماوی کا یہ طلوع و غروب اپنی جگہ پر ایک محکم نظام ہونے کے

منتشر و پراگندہ ہوجائے گا۔ واضح رہے کہ اس موقع پر لفظ
ہوں'' کے ہیں کیوں کہ وَقَعَ یَقَعُ کے معنی کسی چیز کے اوپر سے
عُلُو)(۲۰) اس لحاظ سے ستاروں کا غروب ہونا مجازی معنی
حقیقی معنی ہیں اور یہ مظہر وقوعِ قیامت کے وقت ہوگا، جب کہ
یں گے جیسا کہ حسب ذیل آیات میں انکشاف کیا گیا ہے:

تکویر:۲) جب ستارے بکھر جائیں گے۔

الْكَوَاكِبُ جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے
طار:۱۔۲) پراگندہ ہوجائیں گے۔

ڈوبنا یا نظروں سے غائب ہوجانا ان کے فانی ہونے کی دلیل
ن کرتے ہوئے تمام بنی آدم کو خبردار کر رہے ہیں کہ وہ ہمارے
کے بجائے ہمیں ایک ''مسافر'' گردانتے ہوئے اپنی عاقبت
حاظ سے یہ کلام برتر تمام رازہائے رُبوبیت کا جامع ہے۔ یعنی
اور اسرارِ کائنات کا مکتشف اور یہ تمام حقایق ایک آنے والے
طور پر ضرور آئے گا۔ اس بنا پر قرآن عظیم صداقت وسچائی سے
توں سے بھرا یہ کلام کسی انسان کا گھڑا ہوا نہیں ہوسکتا۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ بات پائے ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ کلام اپنے
کسی انسانی دماغ کی اختراع نہیں ہے تو اب سوال یہ ہے کہ وہ
میں پہنچا؟ اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو کس طرح یہ
سوال کا جواب اس مضمون میں دیا گیا ہے کہ وہ ایک معزز اور
ذریعہ آسمانی دنیا سے زمین پر پہنچایا گیا ہے جو اللہ اور اس کے
ہے، اس سے ایک روحانی مخلوق کا وجود ثابت کرنا اور اس کا نوع
ہے تاکہ یہ کتاب حکمت انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے کسی
ں نہ رہے، بلکہ ہر منطقی سوال کا معقول جواب دے کر نوع انسانی

کو مطمئن کرسکے۔ اس لحاظ سے بتایا گیا ہے کہ خدائے تعالیٰ انسانوں سے براہ راست گفتگو نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنا پیغام اسی روحانی مخلوق کے ذریعہ پہنچاتا ہے جو ملائکہ یعنی فرشتوں کے نام سے موسوم ہے، یا پھر روبروآئے بغیر پردے کی آڑ میں گفتگو کرتا ہے، جیسا کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کی تھی۔ یا پھر وہ اپنی بات بطور القا یا الہام کسی بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ ''وحی الٰہی'' کے یہ تین طریقے ہیں جن کا ذکر حسب ذیل آیت میں کیا گیا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَايَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (شوریٰ:۵۱)

کوئی انسان اس کا مجاز نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) گفتگو کرے، سوائے بذریعہ وحی (بطور الہام) یا پردے کے پیچھے سے، یا کوئی فرشتہ بھیج دے تاکہ وہ اس کے حکم سے وحی (کا پیغام اس کے پاس) پہنچا دے۔ اللہ یقیناً بہت برتر اور حکمت والا ہے۔

اس لحاظ سے اللہ اور بندوں کے درمیان پیغام رسانی کا سلسلہ ایک پوشیدہ مخلوق کے ذریعہ کیا گیا ہے جن کو فرشتے کہا جاتا ہے اور اس مخلوق کے سردار حضرت جبریل امین ہیں، جو اللہ کا پیغام اس کے رسولوں تک پہنچانے پر مامور تھے۔ اس حقیقت کے انکشاف سے وحی الٰہی کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ وہ علم کا سب سے زیادہ معتمد و معتبر ذریعہ ہے۔ لہٰذا اس میں کسی بھی قسم کی آمیزش نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ وہ رب العالمین کی جانب سے راست طور پر بھیجا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن عظیم جو علم الٰہی اور وحی الٰہی کا مظہر ہے اس کی دی ہوئی کوئی بھی خبر تحقیقات جدیدہ کی روشنی میں اب تک غلط ثابت نہیں ہوسکی ہے۔ بلکہ جدید ترین انکشافات اس کے ایک ایک جزیے پر مہر تصدیق ثبت کرتے جارہے ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام کی تعریف و توصیف میں چھ صفات بیان کی گئی ہیں، جن سے ان کی شخصیت اور انکی عظمت پر روشنی ڈالنا مقصود ہے: ۱۔ وہ اللہ کے رسول یعنی اللہ کا پیغام پہنچانے والے ہیں۔ ۲۔ وہ بڑے باعزت ہیں۔ ۳۔ وہ قوت والے ہیں۔ ۴۔ وہ اللہ کے پاس صاحب مرتبہ ہیں۔ ۵۔ دیگر فرشتے ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ۶۔ وہ نہایت درجہ امانت دار ہیں۔

م ذِی قُوَّۃٍ ... مُطَاعٍ ثَمَّ ... (۱۹ـ۲۱) — یہ ایک معزز قاصد کے ذریعہ بھیجا ہوا کلام ہے جو صاحب عرش کے نزدیک قوی اور بڑے مرتبے والا ہے۔ وہاں پر اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہے۔

ے اور مابعد الطبیعیات میں ربط و تعلق کا حال پوری طرح آشکارا
ں رہتی، چنانچہ آج دنیا میں ایسا کوئی مذہب موجود نہیں ہے جو ان
توجیہ اس طرح عقلی و علمی انداز میں کرنے والا ہو۔ یہ صرف
ابدی ہے۔ اور اسی بنا پر اسے دین فطرت کہا گیا ہے۔

م الٰہی کی حقانیت اور اس کے لانے والے قاصد حضرت جبریل
نے کے بعد رسالت محمدی کا اثبات کرتے ہوئے بتایا جاتا ہے
یں بلکہ وحی الٰہی کی تابع داری کرنے والے تھے جو کچھ آپ
کاست لوگوں کو بتادیا کرتے تھے، لہٰذا آپ پر کسی بھی قسم کی
ہو سکتا کیوں کہ یہ بے مثال کلام اپنے آپ میں ایک شہادت

لَقَدْ رَاٰہُ ... الْغَیْبِ ... (۲ـ۲۴) — اور تمہارا ساتھی کوئی دیوانہ نہیں ہے اس نے اسے (جبرئیل کو) آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا ہے۔ وہ غیب کی باتوں پر متہم نہیں ہو سکتا۔

رشاد ہے کہ اگر محمد ﷺ اس قرآن میں کوئی بات اپنی طرف
تھ پکڑ لیتے اور اس کے دل کی رگ کاٹ دیتے۔ یعنی وہ رگ
نچتا ہے اور اس کے کاٹ دیئے جانے کے باعث آدمی فوراً مر

لَاقَاوِیْلِ ... لَقَطَعْنَا مِنْہُ — اگر محمد کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کے دل کی رگ

الْوَتِیْنَ . فَمَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْہُ حَاجِزِیْنَ . (حاقہ: ۴۴ـ۴۷) — کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی اسے اس انجام سے روکنے والا نہ ہوتا۔ (لیکن چونکہ ایسا کوئی واقعہ ہوا نہیں ہے لہٰذا یہ کلام آمیزش سے پاک ہے)

اس موقع پر (اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے) کہنے میں بلاغت یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ چالیس سال تک اہلِ مکہ ہی کے درمیان پلے بڑھے اور پروان چڑھے ہیں، جو آپ کی پاکیزہ سیرت و کردار سے بخوبی واقف اور آپ کی امانت داری و راست بازی کے پوری طرح قائل تھے، لہٰذا چالیس سال تک وہ اپنے اس اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کرنے کے بعد اب اچانک دیوانے کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اور پھر اس کلام حکمت میں دیوانگی یا جنون کی بات کیا ہے؟ بلکہ وہ تو حکمت و دانش کی باتوں اور علمی حقایق و معارف سے بھرا ہوا ہے، تو کیا ایسا حکیمانہ کلام کسی مجنون یا شاعر یا کاہن کا ہو سکتا ہے؟

(جاری)

حواشی

۱۔ تفسیر ابن جریر: ۳۰/۴۱ مطبوعہ بیروت، تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۷۵، مطبوعہ قاہرہ۔ ۲۔ The Birth and Death of the sun ۳۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۷/ ۸۰۸، مطبوعہ ۱۹۸۳ء ۴۔ NOVAE (واحد NOVA) ۵۔ تفصیلی بحث اور حوالوں کے لئے دیکھئے ہماری کتاب ''سورج کی موت اور قیامت'' مطبوعہ فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ ۲۰۰۱ء، ۶۔ تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۷۵، تفسیر در منثور: ۸/۴۲۶، مطبوعہ بیروت۔ ۷۔ Big Bang Theory ۸۔ Galaxies ۹۔ Gravitation ۱۰۔ تفسیر کشاف ۴/۲۲۲، مطبوعہ ایران، تفسیر کبیر ۳۱/ ۶۹، دار الفکر بیروت، تفسیر ابن کثیر ۴/۴۷۶، مطبوعہ قاہرہ، تفسیر در منثور ۸/ ۴۲۸ـ۴۲۹ مطبوعہ بیروت۔ ۱۱۔ Red Giant ۱۲۔ واضح رہے بعض تفاسیر میں اس سلسلے میں کچھ قیاسی امور بھی مذکور ہیں جن کی تطبیق ضروری ہے۔ ۱۳۔ تفسیر ابن کثیر ۴/۴۷۵، تفسیر در منثور، ۸/ ۴۲۷۔ ۱۴۔ واضح رہے لفظ ''ضَنِیْنٍ'' کے ایک معنی بخیل کے ہیں، جب کہ اس کے دوسرے معنی تہمت زدہ کے بھی ہیں۔ (وما ھو بمتّھم ان یودی مالم یؤمر بہ) تفسیر ماوردی: ۶/۲۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۲ء۔ ۱۵۔ اقسام القرآن سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے بعض مظاہر کائنات کی قسمیں کھائی ہیں یعنی انہیں اپنے دعووں کے ثبوت میں بطور گواہ پیش کیا ہے۔ ۱۶۔ تفسیر ماوردی: ۶/ ۲۱۵، مطبوعہ بیروت۔ ۱۷۔ یعنی جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے۔ ۱۸۔ یعنی جس بات پر قسم کھائی گئی ہے، اس کو جواب قسم بھی کہا گیا ہے، واضح رہے قسم کھانے کا اصل مطلب کسی چیز کو بطور گواہی پیش کرنا ہے، نہ کہ تعظیم و تکریم کرنا۔ ۱۹۔ کتاب صُور الکواکب، از عبد الرحمٰن رازی، مطبوعہ دائرۃ المعارف ۱۹۵۴ء۔ ۲۰۔ معجم الفاظ القرآن الکریم: ۲/ ۸۷۳، مطبوعہ مصر۔

م اور تمدن جدید

روفیسر عبدالاحد رفیق ☆☆

سفہ وسائنس اب ترقی کے آخری اور انتہائی مدارج طے کر
جس کی بنیاد ہی مذہبی قیود کی آزادی پر رکھی گئی ہے۔ ایک
پھلنے اور پھولنے کے بعد اپنے ثمرات و برکات دنیا
یجادات و اکتشافات کی دنیا میں بھرمار ہو رہی ہے، ریل
ئی جہاز زمین دوز ٹرینیں وغیرہ بکثرت موجود ہیں جن سے
اور ایک دوسرے کی بات سننے کی بڑی آسانیاں مہیا ہو چکی
نیں لیبارٹریاں جن کی مصنوعات سے دنیا کے بازار اور
نگی سامان، راکیٹ ایٹم، ہائیڈروجن بم ایسے ایسے آتشیں
انسان چاہے تو چند گھنٹوں میں اپنے مسکن یعنی کرۂ ارض
ے۔ پھر تمدن کے نئے نئے مسایل اور نئے نئے حالات
نئے علوم وفنون، نئے قوانینِ حیات، نئے ضوابطِ سیاست و
اندازِ کاروبار بھی ایجاد ہو گئے ہیں۔ ان تمام نئے اسباب
اتنی افراط و بہتات کی حالت میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ خود
شینی دور میں کیا ایسا تو نہیں ہے کہ خود انسان بھی کمانے
ررہ گیا ہے۔ ہر وہ انسان جس کے چہرے پر دو آنکھیں،
وہ دیکھ اور سمجھ سکتا ہے کہ مصنوعات اور سامان راحت و
آج انسان کا یہ حال ہے کہ وہ نہ ختم ہونے والی نفسانی

خواہشات اور سفلی جذبات کا غلام بن کر قلبی سکون اور روحانی طمانیت کو کھو بیٹھا ہے۔ پہلے ادوار میں جب کہ طرز زندگی اور فیشن ایک عرصہ کے بعد بدلا کرتے تھے اب نئے نئے سامان مہیا ہونے کی وجہ سے یہ ہر لحظہ بدل رہے ہیں۔ ایک آدمی لندن، پیرس اور نیویارک کے رنگین بازاروں میں نکلتا ہے۔ اسے طرح طرح کے قیمتی اور نفیس ملبوسات اور دوسرے اسباب آرائش وزینت دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ایک چیز خریدتا ہے، پھر دوسری پھر تیسری لیکن اس کی طبیعت کسی حد پر مطمئن نہیں ہونے پاتی۔ اگلے روز وہ دیکھتا ہے کہ فلاں ہم سایہ اور فلاں دوست یا رشتہ دار دوسری قسم کا اعلیٰ اور عمدہ سامان زیست رکھتا ہے، اب اس کے دل میں ان دوسرے اسباب کے حصول کی خواہش اور امنگ پیدا ہوتی ہے اور جب یہ چیزیں کسی حد تک حاصل ہو جاتی ہیں تو پھر نمود وریا اور تفاخر وتعلّی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ اس پر بس نہیں، نیویارک، لندن، ماسکو، ٹوکیو اور دوسرے مغربی ممالک میں بھی انسان کی طرح طرح کی مصنوعات کے علاوہ نفسانی خواہشات و سفلی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے مختلف قسم کے محرکات سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ اب اسے شکم اور جسم کے ساتھ ساتھ نفس کے تقاضوں کو بھی پورا کرنا ہے، ہر طرف عریانی ہے۔ دعوتِ نظارہ ہے۔ ہوٹل اور ریستوران مہیا ہیں، شراب اور دوسرے فرحت بخش مشروبات ہیں اور ماہرینِ نفسیات کے الفاظ میں مثبت اور منفی رو والی بجلیاں جو ایک دوسرے میں جذب ہونے کے لئے بیتاب رہتی ہیں۔ آزادی سے فراخ وکشادہ شاہراہوں پر چل پھر رہی ہیں۔ درمیانی موانعات اور پردے جو حائل تھے وہ ہٹا دیئے گئے ہیں۔ دوسری جانب مال و دولت کی فراوانی ہے۔ ایسی حالت میں انسان اگر صرف اپنی خواہش اور اپنے نفس ہی کا بندہ اور غلام بن کر رہ جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور واقعہ بھی اس طرح ہے، نئے قوانینِ حیات کے عمل ودخل کے نتیجہ میں سرمایہ دار اور مزدور میں جو ذہنی، فکری اور مالی لحاظ سے بُعد ہو گیا ہے اس کی بدولت ایک طبقہ میں تفاخر و تعلّی اور غیر مختتم نفسانی خواہشات جنم لے چکی ہیں اور دوسرے طبقہ میں رشک وحسد، غبطہ ولالچ کی کیفیات پیدا ہو چکی ہیں اب ان حالات کی موجودگی میں انسان قناعت اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے اطمینان کو کھو بیٹھتا ہے۔

پھر چونکہ اُسے صرف اپنے نفس اور اپنی خواہش ہی کی تسکین مطلوب ہے۔ اس لیے

نہ ہوگیا ہے۔ محبت اور مروت جس میں وفا کا خلوص اور
ہے کیوں کہ ہر لحظہ ایک نیا محبوب اور نیا دلدار ہاتھ آتا ہے۔
ندگی اور محرک جذبات اشیا، شراب، وسکی وغیرہ کے استعمال
حد اعتدال سے زیادہ برانگیختہ ہونے لگے جس کے نتیجے میں
نا پڑا۔ پھر طرح طرح کی بیماریاں اور پھر ہسپتالوں اور علاج
ے اتار پھینکا تھا۔ اس لیے کسی بالاتر و برتر طاقت کے سامنے
وجہ سے ہر معاملہ اور زندگی کے ہر موڑ پر افراط و تفریط کی راہ
و جذبات کا سمندر موجزن ہو اور کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہو
انسان کس حد تک جا سکتا ہے، چنانچہ یورپی ممالک میں مرد
ساتھ تعداد ازدواج پر پابندی کی وجہ سے ایک طرف تو
ندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا ہے اور باہمی اعتماد اور اس کے نتیجہ
۔ یہ ہیں تمدن جدید کی برکات جس عورت کو اسلام نے گھر کی
میں وہ اب کس حال میں ہے، یورپ میں عورت کو جو مقام
وب ٹوٹا۔ بے چاری بھاڑے کا ٹٹو بن کر رہ گئی ہے۔ وہ
یوں پر مامور ہے، مرد آرام سے بیٹھا ہے اور عورت کھڑی،
ہو چکی ہے۔ اس سے موجودہ ادب، تصویر، فلم سازی اور
زوں عریانی کی وجہ سمجھ میں آئی کہ عورت میں کوئی دل آویزی

اشتراکی ممالک روس وغیرہ کا اس سے بھی زیادہ برا حال
یہ کائنات اور اس میں انسان کے منصب اور مقام اور حیات
نہ ہونے کی وجہ سے الحاد و دہریت کا گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا
بعد اشتراکی ذہن کا انسان زندگی کے سہارے کی تلاش اور
ک گڑھے میں گرتا ہے اور کبھی دوسرے میں۔ کبھی ڈارون

کے نظریہ ارتقا کا سہارا لیتا ہے اور کبھی کہتا ہے کہ کائنات اور انسان کی تخلیق میں قدرت کے حکیمانہ فعل امر و خلق کے بجائے اندھے ساحر کی شکست و ریخت کے غیر شعوری تسلسل و ارتقا کا ہاتھ ہے۔ کبھی ماہر نفسیات مکڈوگل کے نظریات کا سہارا لیتا ہے۔ کبھی فرائڈ کی رندانہ صداؤں پر کان دھرتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان کے تمام جذبات احساسات اور داعیات کا دارومدار، اس کے سارے علمی اور عملی کارناموں کا انحصار شہوات و جنسیات ہی پر ہے اور یہ کہ انسانی زندگی کا دامن از اول تا آخر جنسی میلانات و عواطف کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔

الغرض یورپ ہو یا امریکہ، روس یا چین یا ان کے مقلد ممالک ہوں سب کا بنیادی نظریہ اور موجودہ دور کے سارے فلسفوں اور حکمتوں کی غرض و غایت صرف ایک ہی ہے یعنی انسانی نفس اور شکم کے تقاضوں اور خواہشوں کو ہر ممکن طریقے سے پورا کرنا اور زندگی کو زیادہ سے زیادہ پر آرام اور پر تکلف بنانا عیش و عشرت کے اسباب اور لذت کوشی کے وسایل میں بے انتہا اضافہ کرنا، اس طرح انسان عیش و عشرت کا بندہ بن کر رہ گیا ہے۔

یہ نتیجہ ہے اس جدید فلسفہ اور جدید سائنس کی بدولت، اسباب عیش اور وسایل زندگی کے بکثرت وجود میں آنے کا جو کہ اب بڑی تیزی کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہے ہیں۔ اور اس طرز زندگی اور اس تمدن کا جو نتیجہ مغرب میں برآمد ہوا ہے، ظاہر ہے کہ مشرق میں بھی اس کے نتائج اسی قسم کے برآمد ہوں گے۔

اب اس فلسفہ جدید اور سائنس کا دوسرا پہلو لیجیے اور اس نے جو جنگی سامان پیدا کر دیے ہیں ان کا بھی جائزہ لے لیجیے، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، بحری اور ہوائی حملے کے سامان، ٹینک، راکٹ، میزائیل، اور دوسرے آتشیں اسلحے جن کی علم برداران سائنس جدید کے پاس بڑی افراط و بہتات ہے۔ ان سب کی برکات قبل ازیں دنیا دو عظیم جنگوں کی صورت میں دیکھ چکی ہے۔ جن میں کروڑوں انسانوں کی زندگیاں ضایع ہو چکی ہیں اور مذہبی قیود، خدا شناسی اور خدا ترسی نہ ہونے اور کسی ایسی ہدایت کی پابندی نہ کرنے کے نتیجے میں ہیروشیما اور ناگاساکی کے لاکھوں انسانوں کا آن واحد میں ملیا میٹ ہو جانا، جن میں سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں معصوم بچے، بے گناہ عورتیں اور معذور بوڑھے تھے، دنیا دیکھ چکی اور سن چکی ہے اور اسلحہ سازی کی دوڑ

ے ممالک سے آگے نکل جانے کی ہوس کے نتیجہ میں دنیا کے
یمگی حاصل ہوچکی ہے اس کی تفصیل غیر ضروری ہے۔
ں اور نئے تمدن نے انسانوں کو دو قسم کے سامان دیئے ہیں، ایک
سامان ریڈیو، کلب، ریستوران، سنیما، تفریح گاہیں، طرح طرح
ہوں نے انسان کو خواہش پرستی کا عادی بنا کر انسانیت سے عاری
محبت ومروت نیکی وپاکبازی، یقین ومعرفت، صدق واخلاص
دیانت وامانت سے انسان محروم ہوکر رہ گیا ہے۔ دوسری طرف
انسان کا قلبی وذہنی سکون ختم ہوگیا ہے اور خود انسان کا وجود ہی
ت یہ علم بردارانِ عقل وخرد کوئی حل تلاش نہ کرسکے اور دنیا کا ہر چھوٹا
کے سر پہ منڈلاتے رہنے کی وجہ سے سراسیمہ ہوکر رہ گیا۔
تمدن کی بدولت انسان کی زندگی عیش وعشرت اور خوف وہراس
راس دنیاوی اور فانی زندگی کے چکر سے نکل کر بھی انسان نے
ثرت کا جائزہ لیا تو وہاں کی زندگی کا معاملہ لامذہبیت کی بنا پر کوئی
جہ سے ان مدعیان عقل کی سمجھ میں نہ آیا اور چارہ ناچار جاہلیت

نا پڑا۔

رتے ہیں اور اس کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے"
ں انسان نے غیر شعوری طور پر یہ رجعت پسندانہ اور دقیانوسی
ے کام ہی نہ لیا، اور یہ نہ سوچا کہ اگر انسان کا انجام بس مٹی ہی
وس اور طول امل کی وجہ سے اپنی چند روزہ زندگی کو بھی کیوں
میں اتنی موٹی سی بات بھی نہ آسکی کہ اگر انسانی زندگی بس پیدا
ور اس کے ساتھ کسی دوسری زندگی کا ربط وتعلق نہیں ہے تو یہ بڑی
انسانی زندگی ایک طرف تو اتنی اہم اور بامقصد ہو کہ ساری
ل ہو اور دوسری طرف اتنی بےمقصد ہو کہ اس زندگی کا کوئی نتیجہ

ہی برآمد نہ ہو۔

پس عقل وانصاف اور خیر خواہی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس وقت نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ مغربی دنیا سمیت سب بنی نوع انسان کو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی آخری ہدایت یعنی اسلام کی راہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا جائے کیونکہ جدید تمدن اور مغربی تہذیب نے دنیا کو صرف ایک ہی چیز دی ہے۔ یعنی انسان کی مادی احتیاج کی کفالت۔ لیکن وہ بھی ہدایاتِ الٰہی کے تابع نہ ہونے کی وجہ سے فائدہ مند ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔

یہ مادی سامان دو قسم کے ہیں۔ اسباب عیش اور اسباب ہلاکت۔ اور دنیا کی تاریخ پر نظر رکھنے والا ہر عقل مند انسان اس حقیقت سے بہ خوبی واقف ہے کہ دنیا کی طویل تاریخ میں ایسا بارہا ہوا ہے کہ جو قوم بھی عیش وعشرت میں غرق ہوگی وہ اسباب ووسایل کی کثرت کے باوجود دنیا سے بہت جلد نیست ونابود ہوگی۔ پس یہ دونوں قسم کے سامان دراصل تباہی وہلاکت کے سامان ہیں، رہا انسان کی زندگی کا دوسرا پہلو جس کا تعلق انسان کے روحانی اور حیات بعد الموت سے ہے سو اس احتیاج کا کوئی سامان اور اس دکھ کی دوا سائنس جدید اور تمدن جدید کے پاس سرے سے ہی نہیں، اقوام مغرب کی ساری روشن دماغی، تمام علم وحکمت لذہ فلسفہ وسائنس کے سارے شاہکاروں کا مصرف انسانی شکم اور نفس کے سوا کچھ نہیں ہے اور اس تمدن کے زیر اثر انسانوں کی زندگی، شکمی لذات اور نفس کی خواہشات مسخ نہیں ہوسکتی ہے، یہ محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انسان کے اندر ایک لطیف وسبک جان اور روح بھی ہے جس کے تقاضے بھی بڑے لطیف اور سبک ہیں اور زندگی کا کوئی سامان پیدا نہیں کیا ہے اور بقول علامہ اقبال "مشرق کی ترقی نے دلوں کی زندگی چھین لی ہے اور احساس مروت کو آلات نے کچل کر رکھ دیا ہے" اس لیے تمدن جدید (یورپی تہذیب) کے حمام کے ننگوں کو جامۂ انسانیت پہنانے کی بڑی ضرورت ہے اور انسانی ہمدردی اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ یورپ کے اس پرانے مریض کو حاذق طبیب کے آستانے پر لاکر ڈال دیا جائے تا کہ اس کا مزاج اعتدال پر آجائے اور اس کے معدہ اور اعصاب کے ساتھ ساتھ اس کے دل وجگر بھی کام کرنے میں لگ جائیں اور اس کی روح انسانی بھی قوی و توانا ہوجائے، شکم پروری اور نفس پرستی کے اس دیرینہ مریض کا تندرست ہونا بڑا مشکل ہے۔

اسلام ﷺ کی احادیث کی روشنی میں کریں اور پھر اس روشنی میں اسلام کے اکابر یعنی صدیقین شہدا اور صالحین نے جس طرح دنیا میں زندگی بسر کی ان کے نقش قدم پر چل کر فائز المرام ہو۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين . وصلى الله على محمد واله واصحابه اجمعين.

کتابیات

۱۔ Islamic at the Cross Road ۲۔ الفرقان بابت ماہ جمادی الاول ۸۱ھ

۳۔ اسلام اور دور جدید از مولوی محمد حسنین، لاہور ۴۔ مکتوب غرناطہ

۵۔ نو مسلم محمد اسد کے تاثرات، مطبوعہ یورپ ۶۔ مکاتیب یورپ مکتوب پیرس۔

دارالمصنفین کی نئی کتاب

دارالمصنفین کی تاریخ اور علمی خدمات (حصہ اول)

دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی علامہ شبلی کی عظیم الشان یادگار اور ملک کا ممتاز علمی ادارہ ہے جس کو علامہ مرحوم کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندوی نے مولانا حمید الدین فراہی کی سربراہی میں مولانا عبدالسلام ندوی کے علمی اشتراک اور مولانا مسعود علی ندوی کے انتظامی تعاون سے شہرت کے بام عروج پر پہنچایا دیا۔ دارالمصنفین کے قیام کو ۸۹ برس ہو چکے، اس کے اور علامہ شبلی کے قدر دانوں کی طرف سے برابر تقاضا ہو رہا تھا کہ اس کی عظمت تاریخ شان دار خدمات [illegible] نئی نسلیں بھی اس سے بے خبر نہ رہیں، یہ کتاب اسی غرض سے [illegible] اس کے مصنف پروفیسر خورشید نعمانی [illegible] دارالمصنفین سے عشق ہے، اور وہ برسوں یہاں شب و روز قیام پذیر اور اس کی علمی مجلسوں میں شریک رہ چکے ہیں، اس لیے انہیں یہاں کے حالات و مسایل سے پوری واقفیت ہے، انہوں نے کئی برسوں کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب بڑے سلیقے سے دو حصوں میں مرتب کی ہے، یہ حصہ اول ہے، اس کے پہلے باب میں دارالمصنفین کا تخیل اور اس کے قیام کی سرگزشت بیان کی گئی ہے، دوسرے باب میں علامہ شبلی، مولانا حمید الدین اور اس کے رفقاء و منتسبین کے حالات و خدمات کی تفصیل ہے، تیسرے باب میں دارالمصنفین کی مختلف النوع علمی، ادبی، تاریخی اور تحقیقی کتابوں پر تبصرہ کیا گیا ہے، جس سے ان کی خوبیوں اور خصوصیات کے علاوہ دارالمصنفین کے امتیازات بھی سامنے آگئے ہیں۔ صفحات ۴۲۴ قیمت: ۱۴۰روپے

ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کی مادی اور روحانی ضرورتوں کو پورا
میں سمیٹے ہوئے ہے اور انسان کے مبدا و معاد کے متعلق دل کش اور
ہے۔ یہ مذہب کلیسائی مذہب کی طرح انسان کی زندگی کا پرائیویٹ
کے تمام شعبوں، انفرادی حالات سے لے کر اجتماعی ملکی، سیاسی سطح
اور ہر موقعہ پر رہبری کرنے والا ہے۔ اور ایک ہزار سال سے زاید
ی اور عظیم الشان اسلامی سلطنتیں اور انسانوں کا ایک جم غفیر اس کی
روی سے اپنا سفر زندگی طے کر چکا ہے، جبکہ مغربی فلسفۂ حیات پردۂ
ل عرصہ میں جب کبھی اسلامی احکام و قوانین، شخصی و اجتماعی طور پر
کے ثمرات بھی دنیا نے بڑی خیر و برکت کی صورت میں دیئے۔
آج بھی دینے کے لیے تیار ہیں، اور جب کبھی مسلمانوں کی اپنی
و سنت کی تعلیمات اور ہدایات سے اغماض کیا گیا اور ان سے جتنی
ابی اور بدحالی اسلامی ممالک اور انفرادی خوشحالی و طمانیت میں در
ن اور صراط مستقیم ہے جو موجودہ دور میں حکومتوں اور تہذیب و تمدن
ہر شعبے میں رہبری کرنے کی صلاحیت و استعداد رکھتا ہے، ایک
انوں اور دنیاوی علوم و فنون کے حصول و استعمال اور ایجادات و
ک بقدر ضرورت حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ دوسری طرف ان کے
استعمال اور صحیح و غلط راستوں اور طریقوں کی نشاندہی کر کے
یط کے نقصانات سے بچاتا ہے، اور زندگی گزارنے کا ایک ایسا
راستہ بتلاتا ہے جس پر چل کر نہ صرف یہ کہ اس دنیا کی زندگی پر
جاتی ہے بلکہ آخرت کی خوش حالی و سرخروئی اور ہمیشہ کے راحت و
ہے۔

لینے کے بعد جس کو دنیا اور آخرت کی فلاح و نجات کی طلب و
کی مقدس کتاب قرآن مجید کا مطالعہ، اس کے شارح یعنی پیغمبر

ی میں احادیث کی تلمیحات

از: ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں☆

ت سعدیؒ (م ۶۹۱ ھ) کی گلستاں بوستاں اور کریما میں وارد

یا ہے۔

شعر ہے:

فرست   کس نیارد زپس تو پیش فرست

لـه ﷺ ای الصدقة افضل قال ان تتصدق وانت

نی و تخشی الفقر ولا تدع حتی اذابلغت الحلقوم

علاں (۱)

ے پوچھا کون سا صدقہ سب سے اچھا ہے؟ فرمایا وہ صدقہ جو تو اس

ال جمع کرنا چاہتا ہو، اور مال دار ہونے کی خواہش رکھتا ہو اور مفلسی

قف نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ تیرا دم حلق میں آجائے اور تو کہے فلانے کو اتنا

کا ہو چکا"۔

شعر ہے:

عوائے افرازد   خویشتن را بگردن اندازد

ذهب بنفسه حتی یکتب فی الجبارین فیصیبه ما

رکے) اونچا کیے جاتا ہے یہاں تک کہ (اس کا نام) ظالموں (کی

س پر (مصیبت) آپڑتی ہے، جو ان (ظالموں) پر پڑی"۔

ں شعبہ اسلامک کلچر، مکان نمبر ۲۰ پرانی یونیورسٹی سندھ۔ حیدرآباد۔

بوستاں کے صفحہ ۱۷ کا شعر ہے:

نمرد آنکہ ماند پس از وے بجا   پل وخانی وخواں ومہمان سرائے

اذا مـات الانسان انقطع عمله الاثلثة صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعواله (۳)

"جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا خاتمہ ہو جاتا ہے سوائے تین (عملوں) کے (کہ وہ جاری رہتے ہیں) ۱۔ صدقۂ جاریہ (مثلاً تعمیر پل، مسجد، چاہ اور مہمان سرائے) ۲۔ علم جس سے خلق کو فائدہ پہنچے ۳۔ نیک بخت بیٹا جو اس کے واسطے دعا کرے"۔

گلستاں کے صفحہ ۱۹ کا شعر ہے:

چو آہنگ رفتن کند جانِ پاک   چہ برتخت مردن چہ برروئے خاک

كـن فی الـدنيا كا نک غریب او كانک عابر سبيل و عد نفسک فی اصحاب القبور (۴)

"دنیا میں مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا اور گن لے اپنی جان کو قبر والے مردوں میں"۔

گلستاں کے صفحہ ۲۸ کا مصرع ہے:

ع   لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

عـن عـائشةؓ قالت استاذن رجل علی رسول الله ﷺ فقال بئس اخـو الـعشيرة فـلـمـا دخـل انبسـط اليه والآن له القول فلما خرج قلت يا رسـول الـلـه حيـن سمـعـت الـرجـل قـلـت كنا و كذاثم طلقت فی وجهه و انبسطت اليه فقال يا عائشه متی عهدتني فاحشا (۵)

"حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے باہر سے آواز دے کر رسول اللہ ﷺ سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی آپ بولے یہ (شخص) قوم کا برا بھائی ہے، جب وہ اندر آیا اسے کشادہ پیشانی اور نرم کلامی سے پیش آئے، جب چلا گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! جس وقت آپ نے اس آدمی کا آنا سنا، اس وقت ایسا ایسا کہا جب آپ اس کے سامنے ہوئے تو کشادہ پیشانی رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ تو نے مجھے کب بدکلامی کرتے دیکھا۔

۳ کا مصرع ہے:

نی تر ند محتاج تر ند

بدل ست نہ بہ مال

کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس (۶)

ب دنیا کی کثرت سے، غنا حقیقت میں دل کا غنا ہے"۔

۳ کے اشعار ہیں:

ک دگراند | کہ در آفرینش زیک جوہراند
ورروزگار | دگر عضوہا را نماند قرار
بے غمی | نشاید کہ نامت نہند آدمی

نین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم مثل
ضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی (۷)

ور شفقت میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب اس کے
تو سارے کا سارا بدن اس کے ساتھ بے خوابی اور حرارت کی تکلیف

قطعہ ہے:

نیم روز | گفتم این فتنہ ست خوابش بردہ بہ
یداری است | آں چناں بدزندگانی مردہ بہ

سول الله ﷺ مستریح او مستراح منه قالوا یا رسول
تراح منه قال العبد المومن یستریح من نصب الدنیا و
منه العباد والبلاد والشجر والدواب (۸)۔

جنازے کے پاس سے نکلے فرمایا (اس کی روح) آرام پانے والی ہے
چھا (رسول اللہ) آرام پانے والی اور آرام دینے والی کے کیا معنی؟
کے دکھ درد سے آرام پاجاتا ہے اور شریر آدمی (کے مرنے) سے بندے،

بستیاں درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

گلستاں کے صفحہ ۴۳ کا شعر ہے:

دگر رہ گرنداری طاقتِ نیش | مکن انگشت درسوراخ کژدم

لا ینبغی للمومن ان یذل نفسه قالو ا وکیف یذل نفسه قال یتعرض للبلاء لما لا یطیق (۹)

"ایمان دار آدمی کو شایاں نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔لوگوں نے پوچھا وہ کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا کہ اس بلا میں ہاتھ ڈالے جس کے مقابلے کی اسے طاقت نہ ہو"۔

گلستاں کے صفحہ ۴۶ کا شعر ہے:

آتش سوزاں نہ کند باسپند | آں چہ کند دودِ دلِ مستمند

" من دعا علی من ظلمه فقد انتصر "(۱۰)

"جس شخص نے اپنے ظلم کرنے والے کے واسطے (بد) دعا کی اس نے ضرور اپنا بدلہ لے لیا"

مطلب یہ کہ منہ سے بددعا کہنا تنگ دلی ظاہر کرتا ہے، پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے اور زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے کہ اخلاق پر برا اثر نہ پڑے، دردمند کے دل کا دھواں اور آہ جو کسی صورت میں اس کے قابو میں نہیں رہ سکتی، اس کا انتقام لینے کے لیے بہت کافی ہے۔

گلستاں کے صفحہ ۶۰ کا قطعہ ہے:

نہ مردست آں بنزدیک خردمند | کہ باپیل دمان پیکار جوید
بلے مرد آں کس ست ازروئے تحقیق | کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب (۱۱)۔

" پہلوان وہ نہیں کہ جو لوگوں کو پچھاڑے، حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔"

گلستاں کے صفحہ ۶۶ کا قطعہ ہے:

ہر کہ را جامہ پارسا بینی | پارسا دان و نیک مرد انگار

محتسب را درونِ خانہ چہ کار

ب عن قلوب الناس ولا اشق بطونهم (۱۲)

کہ میں لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں اور نہ اس کا حکم ہے کہ ان

کا حکم ہے، دل اور پیٹ کی بات معلوم کرنا میرا کام نہیں ہے)"۔

شعر ہے:

دل دشمنان رانہ کردند تنگ

له ادع الله على المشركين والعنهم فقال انى انما

(۱۳)

ں کے حق میں خدا کی درگاہ میں بددعا کیجئے اور ان پر لعنت بھیجئے۔

لیے بھیجا گیا ہوں۔ لعنت کرنے کے واسطے نہیں آیا"۔

شعر ہے:

کہ پری از طعام تا بینی

شرّ من بطن بحسب ابن ادم لقمات يقمن صلبه

لطعامه وثلث لشرابه وثلث لنفسه (۱۴)

جو آدمی بھرتا ہے آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہیں جو اس کی پیٹھ

ر (زیادہ) کھانا چاہے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے ایک

نفس کے واسطے ہونا چاہئے"۔

شعر ہے:

نہ چوں پائے ملخ باشد ز مورے

درهم قيل وكيف ذلك يا رسول الله قال كان

اجودهما وانطلق آخر الى عرض ماله فاخرج

ها (۱۵)

قت لے گیا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس طرح؟ فرمایا

ایک شخص کے پاس (صرف) دو درم تھے۔ اس نے جو ان میں سے اچھا وہ صدقہ کردیا، ایک اور آدمی اپنے مال کے ایک کونے کی طرف گیا اور اس میں سے ایک لاکھ درم نکال کر اس نے صدقہ دے دیا (پس اس صورت میں پہلا ایک درم پچھلے ایک لاکھ سے سبقت لے گیا)"۔

گلستاں کے صفحہ ۹۸ کے اشعار ہیں:

صاحب دلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ — بشکست عہد صحبت اہل طریق را

گفتم میانِ عالم و عابد چہ فرق بود — تا کردی اختیار از اں ایں فریق را

گفت او گلیم خویش بدر مے برد ز موج — ویں جہد مے کند کہ بگیرد غریق را

ذكر لرسول الله ﷺ رجلان عابد و عالم فقال فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم (۱۶)

وفى رواية له ان الله تعالى وملئكته عليهم السلام واهل السموات واهل الارض حتى النملة فى جحرها و الحيتان فى البحر يصلون على معلم الناس الخير (۱۷)

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد (۱۸)

وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب او ان العلماء ورثة الانبيا وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكن ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر (۱۹)

"رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخص ایک عابد اور ایک عالم کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا عالم کو عابد پر فضیلت ہے جیسے مجھے تم میں سے ادنی شخص پر اور ایک روایت ہے اللہ تعالی اور اسکے فرشتے ان پر سلام ہو اور آسمانوں اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں اس شخص کے واسطے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے، رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث ہے کہ ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے، اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر اور عالم نبیوں کے وارث ہیں اور انبیاء کی میراث نہ دینار تھے نہ درہم، ان کی میراث علم تھی۔ پس جس نے وہ حاصل کیا اس نے بہت حصہ حاصل کیا"۔

۱۰ کا شعر ہے:

کرفضلہ رزرا جو باغباں بزند بیشتر دہد انگور

لیھن واحدثکم حدیثا فاحفظوه مانقص مال من

ظلمة فصبر علیها الا زاده الله تعالی بها عز اولا فتح

الله علیه باب فقر (۳۰)

ان کے لیے قسم کھاتا ہوں اور تمہارے پاس ان کا بیان کرتا ہوں جسے

) سے مال نہیں گھٹتا۔ ۲۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ جب کسی انسان پر ظلم کیا

تعالی اس کی عزت نہ بڑھائے۔ ۳۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اگر کوئی مانگنا

س پر محتاجی کا دروازہ نہ کھولے"۔

۱۸ کا قطعہ ہے:

ادب نہ کنی در بزرگی فلاح از و برخاست

خواہی پیچ نشود خشک جز بہ آتش راست

بالصلوۃ اذا بلغ سبع سنین فاذا بلغ عشر سنین

ں کا ہوجائے تو اسے نماز (پڑھنے) کا حکم دو اور جب دس سال کا ہوجائے

سزا دو"۔

۱۲۸ کا قطعہ ہے:

اں برسد شرط عقل است جستن از درہا

نخواہد مرد تو مرو در دہانِ اژدرہا

ون علی الله حق توکله لرزقکم کمایرزق الطیر تغد و

(۲۲)

رسول الله ﷺ اعقلها واتوکل او اطلقها واتوکل قال

"اگر تم اللہ پر توکل (بھروسا) کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ضرور رزق دیتا۔ جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے باہر جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا میں اپنے اونٹ کا زانو باندھ کر اسے توکل (یعنی اللہ کے بھروسے چھوڑ دوں۔ یا ایسے ہی) چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ فرمایا زانو باندھ (کہ بھاگنے سے رکنے کا چارہ ہوجائے) اور توکل کر"۔

مولانائے روم نے کہا ہے۔ ع یا توکل زانوے اشتر بند

گلستاں کے صفحہ ۱۹۵ کے اشعار ہیں:

بر بندہ مگیر خشم بسیار جورش مکن و دلش میازار
اورا تو بدہ درم خریدی آخر نہ بقدرت آفریدی
ایں حکم و غرور و خشم تا چند؟ ہست از تو بزرگتر خداوند

عن ابی مسعود البدری قال کنت اضرب غلامالی فسمعت صوتا من خلفی یقول اعلم ابا مسعود فلم افهم الصوت من الغضب فلما دنا منی اذا هو رسول الله ﷺ یقول اعلم ابا مسعود (فالقیت) السوط من یدی فقال اعلم ابا مسعود فالقیت السوط من یدی فقال اعلم ابا مسعود ان الله اقدر علیک منک علی هذا الغلام قال فقلت لاضرب مملوکا بعده ابدا (۲۴)

"ابومسعود بدری بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو کوڑے مار رہا تھا کہ پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی کہ سمجھ ابومسعود۔ غصہ کے غلبہ میں میں نے آواز نہیں پہچانی، مگر جب وہ میرے نزدیک آ گئی تو یکایک دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور فرماتے ہیں سمجھ ابومسعود۔ سمجھ ابومسعود۔ پس میں نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ پھر فرمایا سن ابومسعود خدا تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے، جتنا تم اس غلام پر ہو۔ میں نے کہا آج کے بعد پھر کبھی اپنے غلام کو نہ ماروں گا"۔

گلستاں کے صفحہ ۲۱۶ کا قطعہ ہے:

پسندیدست بخشایش ولیکن منہ بر ریشِ خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار کہ آں ظلم است بر فرزندِ آدم

کلهن فمن خاف ثارهن فليس منى وفى رواية اقتلوا
ى الذى كانه قضيب فضة (۲۵)

اور جو شخص ان کے خون کے بدلے سے ڈرے وہ ہم میں سے نہیں ہے،
بڑے سانپوں کو مار ڈالو مگر سفید سانپ کو جو چاندی کی چھڑی کی طرح ہوتا
یا نہیں ہے)۔

۲ کا شعر ہے:

وۂ بہار بیار　　　　خبر بد بہ بوم شوم گذار

عض امره قال بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا (۲۶)
ب کسی شخص کو کسی کام پر (متعین کرکے) بھیجتے تو فرماتے، اچھی اچھی
نہ بتایا کرنا اور آسانی سکھاؤ، مشکل میں مت ڈالو"

۲۲ کا قطعہ ہے:

خن گوئے　　　　کہ اندک مایہ نفعی از تو دارد
ہوشیاری　　　　دو صد چنداں عیوبت برشمارد

ﷺ ان نحثوا فى وجوه المداحين التراب (۲۷)
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ تعریف کرنیوالوں کے منہ

۲۲ کا قطعہ ہے:

ت بے ہنر بود　　　　پیمبر زادگی قدرش نیفزود
دی نہ گوہر　　　　گل از خاراست ابراہیم ز آزر☆
چھے ڈالے اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا"۔

۲۲ کا قطعہ ہے:

مہ کردہ سپید　　　　بہر پندار خلق و نامہ سیاہ

نہیں کی۔

دست کوتاہ باید از دنیا　　　　آستین چہ دراز و چہ کوتاہ

ومن تجلى بمالم يعط كان كلابس ثوبى زور (۲۸)

"جس شخص نے دکھاوے کے واسطے ایسی وضع بنائی جو اس کی اصلی نہیں (یعنی حاجیوں یا علماء کا لباس پہن لیا حالانکہ نہ وہ حاجی ہے نہ عالم) تو گویا اس نے فریب کے دو کپڑے پہن لیے"۔

بوستاں کے صفحہ ۳ کا شعر ہے:

زمین از تب لرزہ آمد ستوہ　　　　فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ

لما خلق الله الارض جعلت تميد فارساها بالجبال فاستقرت (۲۹)

"جب خدا نے زمین کو بنایا تو وہ ہلتی اور کانپتی تھی، پس خدا نے اس پر پہاڑ گاڑ دیے اور وہ قرار پکڑ گئی"۔

بوستاں کے صفحہ ۲۴ کا شعر ہے:

کسے خسپد آسودہ در زیر گل　　　　کہ خسپند ز و مردم آسودہ دل

ومر على رسول الله ﷺ بجنازه فاثنوا عليها خيرا فقال وجبت ثم مر باخرى فاثنوا عليها شرا فقال وجبت فقال عمر ما وجبت يا رسول الله قال هذا اثنيتم عليه خيرا فوجبت له الجنة وهذا اثنيتم عليه شرا فوجبت له النار انتم شهداء الله فى الارض (۳۰)

"رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا (اصحاب نے) متوفی کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا واجب ہوگئی پھر ایک اور جنازہ گذرا، اس کی انہوں نے مذمت کی۔ پھر فرمایا واجب ہوگئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے مذمت کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم دنیا میں خدا کے گواہ ہو"۔

بوستاں کے صفحہ ۲۴ کے اشعار ہیں:

غم خویش در زندگی خور کہ خویش　　　　بمردہ نہ پردازد از حرص خویش
زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست　　　　کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست

کہ فردا کلیدش نہ در دست تست	تست
کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن	خویشتن
کہ بعد از من افتد بدستِ پسر	مال پدر
کہ فردا پس از من بہ یغما برند	ورند
نگہ می چہ داری ز بہر کساں	ساں
کہ سال دگر دیگرے دہ خداست	ست

س حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ب الیه من ماله قالوا یارسول الله ما منا احد الا
قال فان ماله ما قدم و مال وارثه ما اخر (۳۱)

ے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے؟
ں تو کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال
نسان کا مال وہی ہے جو اس کے نکل گیا (یعنی اس کے ہاتھ سے
پیچھے رہا وہ اس کے وارث کا ہے"۔

ہے کہ جو آدمی اپنی کمائی اپنی آسایش اور دیگر امور خیر پر صرف
مال کی حفاظت کرتا ہے جو اس کی مرگ کے بعد اس کا مالک

ر ہے:

کفت وقت حاجت بماند تہی	ں

کما نعها (۳۲)

نے والا ویسا ہی ہے جیسا کہ اس کے روکنے والا"۔

ہ ہے:

کہ درماندۂ راد بہ نان چاشت	شت۔
زخود باز گیری و ہم خود خوری	بری

من فطر صائما كان له مثل اجره غير انه لاينقص من اجر الصائم شيئا (۳۳)۔

"جو شخص روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا اسے ویسا ہی اجر ملے گا جیسے روزہ دار کو، مگر یہ اجر علیحدہ ہے اور اس کے عطیے سے روزے دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی"۔

بوستاں کے صفحہ ۷۳ کے اشعار ہیں:

یکے در بیاباں سگِ تشنہ یافت	بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلاہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش	چو حبل اندراں بستہ دستارِ خویش
بخدمت میاں بست و باز و کشاد	سگِ ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حال مرد	کہ داور گناہان او عفو کرد
کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد	کجا گم کند خیر با نیک مرد
کرم کن براں کت برآید ز دست	جہانباں درِ خیر بر کس نہ بست
گراز پا در آید نماند اسیر	کہ افتاد گاں را بود دستگیر

سعدی نے اس شعر میں اس حکایت کی طرف اشارہ کیا ہے:

قالوا یارسول الله وان لنا فی البهائم اجرا فقال فی کل کبد رطبة اجره (۳۴)۔

"رسول اللہ ﷺ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک مسافر کو بہت سخت پیاس لگی، وہ ایک کوئیں پر پہنچا اور اس میں اتر کر اس نے پانی پیا جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے مٹی چاٹ رہا ہے، اس شخص نے خیال کیا کہ جیسے پیاس سے مجھے تکلیف تھی، ایسے ہی اسے بھی ہوگی، وہ پھر کوئیں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی لا کر اس کتے کو پلا دیا۔ پھر آپ نے اس شخص کی سعی کی مشکوری اور مقبولیت کا ذکر فرمایا۔ اس پر لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہ کیا بہائم سے (نیک سلوک کرنے) کا بھی اجر ہے؟ فرمایا، ہر ایک جان دار (سے نیک سلوک کرنے) کا اجر ہے"۔

بوستاں کے صفحہ ۷۸ کا شعر ہے:

خدا را بر آں بندہ بخشایش است	کہ خلق از وجودش در آسایش است

...ین عند الله یوم القیامة علی منابر من نور عن یمین
...مین الذین یعدلون فی حکمهم واهلیهم وما ولوا(۳۵)

...تے ہیں حشر کے دن نور کے منبروں پر اللہ تعالی کے نزدیک داہنے طرف
...اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے حکم میں عیال
...جو کام ان کے سپرد ہوں، اس میں عدل کرتے ہیں''۔

...۸۵ کا شعر ہے:

...شد جزا   اگر مردی اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَا

...اس فی قوله تعالی ادفع بالتی هی احسن السیئة قال
...ب والعفو عند الا ساءة فاذا فعلوه عصمهم الله تعالی

...عباس رضی اللہ عنہ نے ادفع بالتی ہی احسن آیت کی تفسیر کرتے وقت فرمایا
...رد کھ دینے والے سے درگذر کرنا، جب اس رویہ کو لوگ اختیار کریں گے تو
...ن کے مخالف ان کے سامنے جھک جائیں گے''۔

...۹ کا شعر ہے:

...مصطفی است   کہ بخشایش و خیر دفع بلاست

...ی غضب الرب و تدفع میتة السّوء (۳۶)

...کو بجھا دیتا ہے اور بری (طرح کی) موت کو ٹال دیتا ہے''۔

...۱۳ کا شعر ہے:

...ناں گرفتند صدر   کہ خود را فروتر نہادند قدر

...ن فی شئی الا زانه ولانزع من شئی الاشانه (۳۷)

...ے زینت دیتی ہے اور جس میں نہ ہو اس کی شان گھٹاتی ہے''۔

...۱۴ کا شعر ہے:

...گوئے من   کہ روشن کند بر من آہوئے من

ان احدکم مرأة اخیه فان رأی به اذی فلیمطه عنه (۳۸)

''تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر کوئی کسی میں برائی دیکھے تو چاہیے کہ اسے ہٹا دے''۔

بوستاں کے صفحہ ۱۴۵ کا شعر ہے:

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دداں   شود تنگ روزی بفعل بداں

ام سلمة قالت یا رسول الله أنهلک و فینا الصالحون قال نعم اذا کثر الخبث الخبث الزّنا (۳۹)

''ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ نیک بخت لوگ بھی ہمارے درمیان ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، جب ناپاک زانی لوگوں کی کثرت ہو جائے گی''۔

بوستاں کے صفحہ ۱۶۵ کا قطعہ ہے:

زنعمت نہادن بلندی مجوئے   کہ ناخوش کند آب استادہ بوئے

ولیکن بناید کہ تنہا خوری   ز درویش درماندہ یاد آوری

یابن آدم انک ان تبذل الفضل فهو خیر لک وان تمسکه فهو شر لک ولا تلام علی کفاف وابدأ بمن تعول والید العلیا خیر من الید السفلی (۴۰)

''اے ابن آدم اگر تو فاضل مال (جو ضرورت سے زیادہ ہو) خرچ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو اسے دبا رکھے یعنی خرچ نہ کرے تو تیرے لیے بہت برا ہے اور روزمرہ کی ضروریات پر خرچ کرنا کوئی عیب نہیں اور (داد و دہش کرنے میں) اپنے تعلق داروں سے ابتدا کرو اور یاد رکھو کہ اونچا ہاتھ (یعنی دینے والا) ہاتھ (یعنی لینے والے) سے بہتر ہے''۔

بوستاں کے صفحہ ۱۸۱ کا شعر ہے:

زن خوب فرماں بر و پارسا   کند مرد درویش را پادشا

افضله لسان ذاکر و قلب شاکر و زوجة صالحة تعین المومن علی ایمانه (۴۱)

''زر و سیم جمع کرنے اور اسے کار خیر پر صرف نہ کرنے کی برائی کے تذکرے میں بعض اصحاب

نہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال اچھا ہے کہ ہم اسے حاصل کرتے ، رسول
ب سے اچھا مال یہ ہے کہ زبان، خدا کا ذکر کرنے والی ہو۔ دل خدا کا شکر گذار
ومن کا ایمان (قائم) رکھنے میں اعانت کرے''۔

فحہ ۲۲۶ کا شعر ہے:

یر پائے   شکم بندہ نادر پرستد خدائے

ل عند النبی ﷺ فقال کف عنا جشاء ک فان اکثر
نیا اطولهم جو عایوم القیامة (۴۲)

ﷺ کے پاس ایک شخص نے ڈکار لی فرمایا اپنی ڈکار کو ہم سے ہٹائے رکھو بہت
ر کھاتے ہیں، قیامت کے دن بہت بھوکے ہوں گے''۔

۶ کا شعر ہے:

روز ابد بحر و بر   بہشتی نباشد بحکم خبر

یب من الله قريب من الناس قريب من الجنة بعيد من
من الله بعيد من الناس بعيد من الجنة قريب من النار
ب الى الله تعالى من عابد بخيل (۴۳)

ے لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، آگ سے دور ہے اور
ں سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور (دوزخ کی) آگ سے نزدیک
یل سے زیادہ بھاتا ہے''۔

کا شعر ہے:

کہ از مہر پرتو بود ماہ را

ل من صدقة و مازاد الله عبدا بعفو الاّ عزّا ولا تواضع
(۴۴

ل کم نہیں ہوتا اور جو آدمی درگذر کرتا ہے خدا اس کی عزت میں افزونی کرتا
شنودی کے لیے تواضع کرتا ہے خدا اس کا رتبہ بڑھاتا ہے''۔

کریما کے صفحہ ۲۳ کا مصرع ہے:

ع کہ تعجیل کار شیاطیں بود

الاناة من الله تعالىٰ والعجلة من الشيطان (۴۵)

''(کاموں میں) تحمل کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے''۔

حواشی

۱۔ مسند احمد ۳/۱۴۱ حدیث ۹۱۱۴ بیروت۔ ۱۹۹۳ء ۲۔ اتحاف السادة المتقین ۸/۳۳۹ تصویر بیروت۔ ۳۔ مسند احمد ۳/۶۵ حدیث ۸۶۲۷ بیروت ۱۹۹۳ء ۴۔ بخاری ۸/۱۱۰ دار الفکر۔ ۵۔ بخاری ۸/۱۵ دار الفکر۔ ۶۔ مسند احمد ۳/۱۹۰ حدیث ۹۴۲۵ بیروت ۱۹۹۳ء ۷۔ اتحاف ۶/۲۵۳۔ تصویر بیروت۔ ۸۔ السنن الکبری ۴/۵۷ تصویر بیروت۔ ۹۔ ترمذی، حدیث ۲۲۵۴ مصطفیٰ الحلبی۔ ۱۰۔ ترمذی ۳۵۵۲ مصطفیٰ الحلبی۔ ۱۱۔ مسند احمد ۳/۳۲۲ حدیث ۱۰۳۲۴۔ بیروت ۱۹۹۳ء ۱۲۔ البدایہ والنہایہ ۵/۱۰۷ دار الفکر ۱۳۔ اتحاف ۷/۱۰۷ تصویر بیروت۔ ۱۴۔ اتحاف ۴/۸۴۴ تصویر بیروت۔ ۱۵۔ اتحاف ۹/۲۹۶ تصویر بیروت ۱۶۔ ترمذی، حدیث ۲۶۸۵ مصطفیٰ الحلبی۔ ۱۷۔ جمع الجوامع، حدیث ۵۰۹۷ مجمع البحوث۔ ۱۸۔ ترمذی حدیث ۲۶۸۱ مصطفیٰ الحلبی۔ ۱۹۔ ترمذی حدیث ۲۶۸۲ مصطفیٰ الحلبی۔ ۲۰ ترمذی۔ حدیث ۳۳۲۵ مصطفیٰ الحلبی۔ ۲۱۔ اتحاف ۶/۳۱۷ تصویر بیروت۔ ۲۲۔ مسند احمد ۱/۵۱ حدیث ۲۰۵ بیروت ۱۹۹۳ء۔ ۲۳۔ اتحاف ۹/۵۷ تصویر بیروت۔ ۲۴۔ کنز العمال حدیث ۲۵۶۷۴ التراث اسلامی ۲۵۔ کنز العمال حدیث ۴۰۰۰۴، ۴۰۰۲۵، التراث الاسلامی۔ ۲۶۔ مسند احمد ۵/۵۴۴ حدیث ۱۹۰۷۶ بیروت ۱۹۹۳ء۔ ۲۷۔ مسند احمد ۷/۱۰ حدیث ۲۳۳۱۲ بیروت۔ ۲۸۔ درمنثور ۶/۳۶۴ دار الفکر بیروت، ۲۹۔ مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۴۔ ۳۰۔ بخاری ۲/۱۲۱ دار الفکر۔ ۳۱۔ مسند احمد ۱/۲۳۲ حدیث ۳۶۱۹ بیروت ۱۹۹۳ء۔ ۳۲۔ ترمذی حدیث ۶۴۶، مصطفیٰ الحلبی۔ ۳۳۔ مسند احمد ۶/۲۴۸ حدیث ۲۱۱۶۸ بیروت ۱۹۹۳ء، ۳۴۔ مسند احمد ۳/۳۲۲ حدیث ۱۰۳۲۱ بیروت ۱۹۹۳ء۔ ۳۵۔ کنز العمال حدیث ۱۴۶۹۳ التراث الاسلامی۔ ۳۶۔ مجمع الزوائد ۹/۱۷۰ القدسی۔ ۳۷۔ مسند احمد ۷/۸۷ حدیث ۲۳۷۸۶ بیروت ۱۹۹۳ء۔ ۳۸۔ ترمذی حدیث ۱۹۲۹، مصطفیٰ الحلبی۔ ۳۹۔ بخاری ۴/۱۶۴، ۲۴۱، دار الفکر۔ ۴۰۔ ترمذی حدیث ۲۳۴۳ مصطفیٰ الحلبی۔ ۴۱۔ ترمذی ۳۰۹۴ مصطفیٰ الحلبی۔ ۴۲۔ ترمذی ۲۴۷۸ مصطفیٰ الحلبی۔ ۴۳۔ ترمذی حدیث ۱۹۶۱ مصطفیٰ الحلبی۔ ۴۴۔ مجمع الزوائد ۳/۱۱۰ القدسی۔ ۴۵۔ ترمذی۔ بر ۶۶

...ید اللہؒ اور قانون بین الممالک

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی ☆☆

(۱۹۰۸-۲۰۰۲ء) کی شہرۂ آفاق شخصیت مختلف النوع اوصاف و
...حقق، مؤرخ اور سیرت نگار کی حیثیت سے ان کا شمار اب امت
...ے میں ہوتا ہے، انہوں نے ان موضوعات کے علاوہ متعدد
...تحقیق دی اور ان میں تابندہ تر نقوش چھوڑے، ڈاکٹر صاحب کا
...مما لک بھی ہے، اس پر ان کی نظر اس قدر وسیع و عمیق تھی کہ راقم
...ں زندگی میں سب سے نمایاں نظر آتا ہے اور اسی لیے یہ دعویٰ کرنا
...میں مسلمانوں میں شاید ہی قانون بین الممالک کا اس درجہ جید
...نون بین الممالک سے ان کی دل چسپی اور گراں قدر خدمات کا

...ے۔

...ب بنیادی طور پر قانون داں تھے، وہ روایتی تعلیم کے بعد جب
...وئے تو اولاً جامعہ عثمانیہ سے قانون (ایل، ایل، بی) ہی کی تعلیم
...ی گئے تو وہاں بھی ان کی فکر و تحقیق میں یہی موضوع غالب رہا،
...ے ''اسلام کے بین الاقوامی تعلقات'' کے موضوع پر نہایت
...ر حاصل کی، ۱۹۳۶ء میں فرانس گئے اور سوربون یونیورسٹی سے
...ی اسلامی سفارت کاری'' کے موضوع پر معرکہ آراء مقالہ لکھا جس
...ی، گویا آخر تک ان کی تعلیمی زندگی کا اصل موضوع قانون بین

...کے وہ حیدرآباد واپس آئے تو جامعہ عثمانیہ میں قانون بین الممالک

...م گڑھ، یوپی، (انڈیا) ۲۷۶۰۰۱ـ

ہی کے استاذ مقرر ہوئے، یہاں یہ ذکر نامناسب نہ ہوگا کہ قانون بین الممالک کا شعبہ اس وقت کسی اور یونیورسٹی میں قائم نہیں ہوا تھا، جامعہ عثمانیہ میں ان کے استاذ پروفیسر حسین علی مرزا کی کوششوں سے اس شعبے کا قیام عمل میں آیا، اس کے بعد الہ آباد یونیورسٹی میں یہ شعبہ قائم ہوا، اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کو ہندوستان میں قانون بین الممالک کے تلامذہ و اساتذہ کے سابقین اولین میں ہونے کا شرف بھی حاصل تھا، ان میں اس موضوع سے دل چسپی پیدا کرنے میں ان کے استاذ پروفیسر حسین علی مرزا کی کوششوں کا بڑا دخل تھا (۱)، اس وقت قانون بین الممالک کے موضوع پر اردو میں کوئی کتاب نہ تھی جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں جس انگریزی کتاب کی طرف طلبہ کو رجوع کرنے کی ہدایت کی گئی تھی وہ عصری ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر تھی چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے طلبہ کی ضرورت کے پیش نظر محض پچیس دن میں اس موضوع کی پہلی کتاب ''قانون بین الممالک کے اصول اور نظیریں'' کے نام سے لکھی (۲)، جو مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد سے ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوئی اس کا سبب تالیف خود ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں:۔

''اس کتاب کا موضوع ہمارے ملک کے لیے تو نہیں لیکن ہماری زبان کے لیے بالکل نیا ہے، اس پر کوئی کتاب ہی نہیں کوئی مضمون تک ہندوستانی زبان میں میرے دیکھنے میں نہیں آیا، اس سال جامعہ عثمانیہ میں اس کا پڑھانا بالکلیہ میرے سپرد کیا گیا تو وقت کم تھا اور چیزیں بہت، میں نے طلبہ کے سامنے جو زبانی لکچر دیے یا جو ابھی دینے باقی ہیں ان کو سردیوں کی تعطیلوں سے اٹھا کر قلم بند کرتا ہوں، یہ چھوٹا سا رسالہ طلبہ کی امتحانی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے، اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ زیادہ ٹھوس اور زیادہ پھیلا ہوا مواد پیش کیا جائے گا اور علوم و فنون کے برخلاف قانون بین الممالک کا تعلق زیادہ تر مملکتوں کے باہمی برتاؤ سے ہے اور اسی لیے روز ہی اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، نصاب میں جس انگریزی کتاب کے دیکھنے کی سفارش کی گئی ہے وہ گیارہ سال پرانی ہے اس کے مواد کو عصری بنانا پہلا مقصد ہے'' (۳)۔

دو ملکوں کے درمیان تعلقات کی عام طور سے تین نوعیتیں ہوتی ہیں، یعنی مسالمانہ، مخاصمانہ اور غیر جانب دارانہ، یہ کتاب ان تینوں نوعیتوں کے مباحث پر حاوی ہے، کتاب

نہیں مقاصد کا عنوان دیا گیا، مقدمہ میں حکومت وسلطنت
ں ربط وضبط کے ابتدائی قوانین وغیرہ کی اجمالی تاریخ قلم بند
، یونان اور روم کے ساتھ مسیحیت اور اسلام کے اثرات
کر ہے اس کے بعد قانون اور مملکت کی تعریف، خود مختاری
برہ کا ذکر ہے، پھر مسالمانہ اور غیر جانب دارانہ اصول و
وق اور حالت جنگ وامن میں مختلف حکومتوں کے باہمی

سلے کی یونانی، رومی قرون وسطی، تاریخ اسلام اور جدید
ں، جس سے یہ تاثر پختہ ہوتا ہے کہ تہذیب وتمدن جدید

یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یورپ کے اہل قلم کے برعکس
وامریکہ کے بالمقابل تاریخ اسلام اور تاریخ ہند سے بھی
ے استناد بھی کیا ہے، کتاب کی اس اہم خوبی پر مولانا سید
ں طور پر اس کی داد دی (۴)۔
شرقین جب کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو روم و یونان
ائی پر آجاتے ہیں اور درمیان کی ایک ہزار سالہ تاریخ
ں، قانون بین الممالک کے سلسلے میں بھی ان کا یہی
نے ان کی اس کمی کو محسوس کیا، چنانچہ اپنی اس کتاب میں
قوانین کا ذکر واعتراف کیا، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
ہے (۵)۔
ی ڈاکٹر صاحب کی ایک کاوش مستشرق ارنسٹ نیس کی
کا آغاز" کا اردو ترجمہ ہے، اسے جامعہ عثمانیہ نے ۱۹۴۵ء
ضرورت واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک تو اپنے موضوع کی مستند اور متداول کتاب ہے جس کا ہر کوئی حوالہ دیتا ہے، مگر اس سے بڑھ کر مولف کی وسعت قلبی ہے کہ اپنوں کی کوتاہیوں اور غیروں کی خوبیاں اور احسان ماننے میں اسے ذرا بھی تامل نہیں معلوم ہوتا، کم مغربی مولف ہیں جنھوں نے جدید قانون بین الممالک پر کثیر اثرات کو اس صراحت سے تسلیم کیا سراہا اور ثابت کیا ہے (۶)۔

اس ضخیم اور مبسوط کتاب میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جابجا حواشی اور نوٹ لکھے ہیں اور وضاحت کی ہے کہ مصنف چوں کہ مشرقی علوم سے براہ راست استفادہ نہیں کر سکا اور محض چند مشہور کتابیں ہی اس کے پیش نظر رہیں، اس لیے بعض واقعاتی غلطیاں راہ پا گئی ہیں اور کچھ سنی سنائی باتوں کو حقائق سمجھ کر قلم بند کر دیا ہے، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے حاشیہ میں ان کی تصحیح وتردید کے ساتھ بعض مقام پر نظریۂ اسلام کی بھی وضاحت کردی ہے لیکن یہ بھی واضح کیا ہے کہ مصنف ارنسٹ نیس نے تعصب وعناد میں ایسا نہیں کیا ہے بلکہ یہ اس کے عدم معلومات کا نتیجہ ہے (۷)۔

اس موضوع پر قدما میں امام سرخسی کی شرح السیر الکبیر معرکۃ آراء کتاب ہے اور ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول اس موضوع کی قدیم ترین کتاب ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر یونیسکو (UNESCO) نے اسے فرانسیسی میں منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا، چنانچہ یہ کام بھی ڈاکٹر صاحب کے قلم سے پایۂ تکمیل کو پہنچا (۸)، لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یونیسکو نے اسے شائع کیا یا نہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام عالم میں قانون بین الممالک اور اس کی اہمیت کا شدت سے احساس پیدا ہوا، چنانچہ اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا اور اس کے لیے ایک منشور ترتیب دیا گیا جس میں باہمی تعلقات کی استواری اور دوسرے مسائل اور نزاعات کے حل کے لیے قوانین وضع کیے گئے، ڈاکٹر صاحب نے اقوام متحدہ کے اس منشور کو بھی اردو میں منتقل کیا (۹)، اس سے ڈاکٹر صاحب کی قانون بین الممالک سے حد درجہ دل چسپی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی مشہور تصنیف ''الوثائق السیاسیہ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کتاب کی حیثیت حوالے اور ماخذ کی ہے، دو حصوں پر مشتمل اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کے مکتوبات اور ان کے دریافت جوابات، فرامین، معاہدے، دعوت اسلامی، عمال کی تقرری، آراضی کے عطیات، امان نامے، وصیت نامے، پھر

ہ کی دستاویزوں کو یکجا کیا گیا ہے (۱۰)، یہ ڈاکٹر صاحب کا بڑا
ی نوشہری نے اردو میں منتقل کیا جو لاہور سے شایع ہوا۔
کتاب احکام اہل الذمہ ڈاکٹر صبحی الصالح کی تحقیق کے ساتھ شایع
س پر جو معرکہ آراء مقدمہ لکھا ہے وہ بھی ان کے بین الاقوامی
ے اسلام کے ملکی اور بین الاقوامی قوانین، غیر مسلم حکومتوں سے
معاملات پر مفصل روشنی ڈالی ہے (۱۱)۔
وضوع پر مختلف زبانوں میں کتب و مضامین لکھے، ان کی ایک
'Muslim Cond ہے، جس میں قانون بین الممالک کی
ہم، اسلام کے اصول و قانون بین الممالک کی غرض، اساس
ی گئی ہے اور ماقبل اسلام قانون بین الممالک کی تاریخ پر بھی
دوسرے گوشوں مثلاً آزادی، اختیارات، سفارت، جنگ،
ں اور دشمنوں کے ساتھ سلوک، فوج میں مسلم خواتین وغیرہ
نہایت عمدہ بحث و تحقیق پیش کی ہے (۱۲)، مولانا ابو الجلال
رار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔
وامی آئین پر یہ پہلی کتاب ہے جو اس زمانہ کی ضرورتوں کو مدنظر
رو نسلی و جغرافیائی قومیت کی پیدا کردہ عالم گیر کشمکش کی وجہ سے اب
رف بڑھ رہا ہے اور یہ وسعت صرف اسلام ہی میں مل سکتی ہے اس
ں کو پیش کرنا ایک بڑی مفید خدمت ہے (۱۳)"۔
کا اندازہ اس کے متعدد ایڈیشن سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔
"First Written Constitution in the World" تاب
ے میثاق مدینہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اسے پہلا تحریری
یت مدلل انداز میں ثابت کیا گیا ہے کہ مدینہ کو پہلی کثیر قومی و نسلی
اشرف حاصل ہے (۱۴)، اس سلسلے کی ایک اور انگریزی کتاب

"The Prophet's Establishing a State" بھی ہے جسے پاکستان ہجرہ کونسل نے شایع کیا ہے، ڈاکٹر این، اے بلوچ نے اس کے مقدمہ میں قانون بین الممالک پر ڈاکٹر صاحب کی گہری نظر اور کتاب کی افادیت کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے (۱۵)۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنی دیگر تصانیف مثلاً رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ، عہدِ نبویؐ میں نظام حکمرانی، سیرۃ النبیؐ، خطبات بہاول پور، اسلامی سیاستِ خارجہ عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ میں بھی قانون بین الممالک کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے، جس سے یہ خیال پختہ ہوتا ہے کہ یہی ان کا اصل موضوع تھا، اس موضوع کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہر خوددار اور روشن خیال قوم کے لیے بین الممالک سماج میں اپنی حیثیت کو جاننے اور اپنے حقوق و واجبات کو پہچاننے نیز بین الممالک سرکاری تعلقات کی آئے دن چھپنے والی خبروں کو سمجھنے کے لیے قانون بین الممالک سے واقفیت ناگزیر ہے" (۱۶)۔

ڈاکٹر صاحب نے قانون بین الممالک کا جس وقت نظر سے مطالعہ کیا اس کے نتیجے میں چند اہم اور بنیادی حقایق سامنے آئے، مثلاً۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب مسلمانوں میں قانون بین الممالک کے پہلے ایسے ماہر ہیں جنھوں نے مختلف زبانوں سے واقفیت کے سبب مختلف قدیم و جدید قوموں اور ملکوں کے بین الممالک اصول و تصورات اور قوانین کا مطالعہ کیا اور کتابیں قلم بند کیں، ان کا یہ دعویٰ ان کے وسیع مطالعہ و تحقیق ہی کا نتیجہ ہے کہ بعض دوسرے علوم کی طرح "قانون بین الممالک" بھی ایک ایسا موضوع ہے جو مسلمانوں کا رہینِ منت ہے اور مسلمانوں ہی نے سب سے پہلے اس کو وجود بخشا (۱۷)۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا یہ دعویٰ بے دلیل نہیں بلکہ اس کے لیے انہوں نے بڑے اہم اور مستند دلایل پیش کیے ہیں، مثلاً بعض اہل قلم نے قانون بین الممالک کی تدوین کا سہرا یونانیوں کے سر باندھا ہے مگر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب اسے تسلیم نہیں کرتے، ان کا خیال ہے کہ یونانیوں نے جو قوانین وضع کیے تھے اس کا تعلق غیر یونانیوں سے نہیں تھا بلکہ وہ تمام کا تمام محض یونانیوں کی مختلف ریاستوں کے لیے تھا، وہ لکھتے ہیں کہ:۔

مما لک میں ایک خامی یہ تھی کہ وہ صرف ایک محدود تعداد کے انسانوں
یا کو وحشی قرار دے کر یونانی اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ کسی
یہ معینہ قاعدے جو ہم وطن اور ہم نسل لوگوں سے متعلق تھے وہ بھی آج
تے ہیں لیکن بہر حال وہ معینہ قاعدے تھے .... لیکن وہ صحیح معنوں

حب رومیوں کے قانون بین الممالک کو بھی بین الممالک تسلیم نہیں
کے پاس مضبوط دلایل ہیں کہ "فرنگی مصنفوں کے بیان کے مطابق
کے زمانے میں معین قواعد پر عمل کرتی تو ساری دنیا کے ساتھ نہیں
ھ جن سے ان کے معاہدے رہے ہوں .... باقی دنیا کے لیے
اب دید پر عمل ہوتا تھا، اپنے اس موقف کو بھی انہوں نے متعدد
یا ہے۔

ن بین الممالک کے ساتھ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب یورپ کے جدید
(Modern Internationa کو بھی قانون بین الممالک تسلیم
میں انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ "۱۸۵۶ء تک جن قوانین پر
ی سلطنتوں کے لیے تھا" (۲۰) اقوام متحدہ کے ذریعہ جو قانون بین
حب کے نزدیک وہ بھی قابل قبول نہیں، کیوں کہ وہ تمام ممالک
ا ممبر منتخب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ کم از کم دو ایسی سلطنتیں جو
ر ہوں، اس کے متمدن ہونے کی سفارش کریں (۲۱)۔

ن خیالات اور دلایل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علم قانون بین
ں کی تاریخ کے ساتھ اس کے حسن و قبح پر ان کی نظر کتنی گہری تھی اور
کے ساتھ اسلام سے ان کے عناد و تعصب سے کس درجہ واقف تھے،
کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یورپ نے جن قوانین کو پیش کیا ہے وہ ہر
ن اور امن کے لیے ناکافی ہیں اور اصل قانون بین الممالک وہ ہے

جو اسلام نے پیش کیا ہے۔

اسلام کے بین الممالک قوانین ہر مذہب و ملت اور قوم و ملک کے لیے یکساں ہیں اور ان میں کسی طرح کا فرق و امتیاز نہیں کیا گیا ہے (۲۲)۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس نقطۂ نظر کو متعدد دلایل و براہین سے ثابت کیا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس سے مسلمانوں کو ابتدا ہی سے بڑی دل چسپی رہی، ان کا یہ بھی خیال ہے کہ مسلمانوں نے سیر کے نام سے جو مستقل کتابیں لکھیں یا فقہ اسلامی میں کتاب السیر کا جو باب باندھا اس میں اصلاً قانون بین الممالک کے بنیادی اصول ہیں، اس موضوع پر مسلمانوں نے جو علمی کاوشیں کیں ڈاکٹر صاحب نے اجمالاً ان کا ذکر بھی کیا ہے (۲۳)۔

ڈاکٹر صاحب کی ان تحریروں کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ یورپ کے قدیم و جدید بین الممالک قوانین سے اسلام کے قوانین بین الممالک کا بعض مقامات پر موازنہ و مقابلہ کرتے ہیں اور پھر یہ واضح کرتے ہیں کہ ہر لحاظ سے اسلامی قوانین بہتر ہیں (۲۴)۔

اس سلسلے میں ان کا طرز اسلوب یہ ہے کہ وہ قانون بین الممالک کی تشریح میں یورپ و امریکہ کے ساتھ تاریخ اسلام اور فقہ اسلامی سے بھی استدلال کرتے ہیں، ان کی یہ کوشش شاید شعوری اور دانستہ ہے، کیوں کہ وہ خوب واقف ہیں کہ مغربی اہل قلم عام طور سے تاریخ اسلام کو اس طرح نظر انداز کرتے ہیں کہ اسلام کی کسی خوبی پر ان کی نظر نہیں پڑتی، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب چوں کہ مستشرقین کے مطمح نظر اور طریقۂ تحریر سے بہ خوبی واقف تھے اس لیے وہ انہیں کے اسلوب میں حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہیں، دلایل و براہین کے ساتھ وہ اصل ماخذ کا حوالہ دے کر یورپ کے پیمانۂ تحقیق کو ہی مدنظر رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں بے حد متاثر اور متوجہ کرتی ہیں۔

حواشی

(۱) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، قانون بین الممالک کے اصول اور نظیریں، ص ۲۳۸، طبع دوم حیدر آباد، ۱۳۶۴ھ۔ (۲) ایضاً۔
(۳) ایضاً ص ۱۷۔۱۸۔ (۴) مولانا سید سلیمان ندوی، باب التقریظ والانتقاد، ماہنامہ معارف اعظم گڑھ،

ت مودودی، ص ۳۹۲، دہلی، ۱۹۹۰ء۔ (۶) جدید قانون بین الممالک کا
راللہ: "کچھ اس ترجمہ کے بارے میں" ص ط، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن،
یداللہ، خطبات بہاول پور، ص ۱۳۹، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد،
یے ملاحظہ ہو، منشور اقوام متحدہ، مترجمہ: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، نظام دکن پریس،
الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ
والنشر، قاہرہ، ۱۹۴۱ء۔ (۱۱) احکام اہل الذمہ، جلد اول، دارالعلم بیروت۔
Muslim Conduct of St، شیخ محمد اشرف لاہور۔ (۱۳) مولانا
ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ص ۳۱۷، اپریل، ۱۹۴۸ء۔ (۱۴) First
Writ، لاہور، طبع سوم، ۱۹۶۸ء۔ (۱۵) مقدمہ The Prophet's
ن ہجرہ کونسل، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء۔ (۱۶) قانون بین الممالک کے
ات بہاول پور، ص ۱۲۶۔ (۱۸) ایضاً ص ۱۲۹۔ (۱۹) ایضاً (۲۰) ایضاً
یضاً۔ (۲۳) ایضاً ص ۱۳۱، ۱۴۴۔ (۲۴) ایضاً۔

یادرفتگاں

۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ

ان ندویؒ کی ان غم ناک تحریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے
ب، معاصرین اور دوسرے مشاہیر علم وفن، ارباب شعر وادب
ی رحلت پر لکھی ہے۔ قیمت: ۷۵ روپے

بزم رفتگاں حصہ دوم

سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم

باح الدین عبدالرحمٰن مرحوم کی ان ماتمی تحریروں کا مجموعہ ہے، جو
انے والے ارباب علم ودانش کے بارے میں لکھی تھیں۔

قیمت: ۳۵ روپے

حضرت شاہ عبدالباری چشتی امروہویؒ

پروفیسر نثار احمد فاروقی ☆

ہندوستان میں صوفیہ کے جو سلسلے زیادہ پھیلے ان میں سلسلۂ چشتیہ عوام میں بہت مقبول رہا ہے، چشتیہ کی نسبت چشت کی طرف ہے جو افغانستان میں ہرات سے جانب شمال مغرب ایک سو ستر (۱۷۰) کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، وہاں اس سلسلے کے چار بہت بڑے بزرگوں کے مزار ہیں، شیخ ابواحمد ابدال (وفات ۳/ جمادالثانیہ ۳۵۵ھ)، شیخ ابومحمد محترم زاہد چشتی (وفات ۴/ ربیع الثانی ۴۲۱ھ)، خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی (وفات یکم جمادالاولی ۴۵۹ھ)، شیخ احمد مشتاق چشتی اور خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی (وفات یکم رجب ۵۲۷ھ)، خواجہ احمد بن مودود چشتی (وفات ۵۷۷ھ)، حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی (وفات ۶/ رجب ۶۳۴ھ) نے چشت سے ہی ہندوستان آکر اجمیر میں اپنی خانقاہ کی بنیاد رکھی تھی، ان کے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تھے (وفات ۱۴/ ربیع الاول ۶۳۴ھ) مگر وہ اپنے مرشد سے چار مہینے پہلے ہی وفات پاگئے تھے، اس لیے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ (وفات ۵/ محرم ۶۷۰ھ)، خواجہ اجمیری کے جانشین ہوئے، جن کی درگاہ پاک پتن پاکستان میں ہے۔

حضرت بابا فرید کے ممتاز خلفاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (وفات ۱۸/ ربیع الثانی ۷۲۵ھ) اور مخدوم علی احمد صابرؒ کلیری (وفات ۱۳/ ربیع الاول ۶۹۰ھ) ہیں، ان سے چشتی سلسلے کی دو بڑی شاخیں وجود میں آئیں، ایک شاخ چشتیہ نظامیہ اور دوسری شاخ چشتیہ صابریہ کہلاتی ہے، چشتی نظامی بزرگوں میں حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ (وفات ۱۷/ رمضان ۷۵۸ھ)، حضرت سید محمد حسینی گیسودراز گلبرگہؒ (وفات ۱۶/ ذی قعدہ ۸۲۵ھ)، شیخ سلیم چشتی آگرہ، حضرت حسام الدین ملتانی پٹن گجرات، حضرت اخی سراج پنڈوہ بنگال، حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی

☆ پوسٹ باکس نمبر ۹۷۲۳، جامعہ نگر، نئی دہلی۔

ار نومبر ۱۷۲۷ء) دہلی، شاہ نظام الدین اورنگ آبادی (وفات ۱۲ر
ا،ء)، شاہ فخر الدین محب النبی دہلوی (وفات ۲۶ر جماد الثانیہ
شاہ خاموش حیدر آباد، جیسے بہت سے نمایاں نام سامنے آتے ہیں۔
دو بزرگ شیخ شمس الدین ترک (وفات ۱۹ر شعبان ۷۱۶ھ) اور
ت ۱۳ر ربیع الاول ۷۶۵ھ) پانی پت میں، شیخ عبدالحق (وفات
کے بیٹے شیخ احمد عارف (وفات ۱۷ر صفر ۸۸۲ھ) اور پوتے شیخ
ں ۸۹۸ھ) ردولی میں، شیخ عبدالقدوس گنگوہی (وفات ۲۳ر
صاحب زادے شاہ ابوسعید (وفات ربیع الثانی ۱۰۴۰ھ/ نومبر
ں، شیخ جلال الدین تھانیسری (وفات ۱۴ر ذی الحجہ ۹۸۹ھ)
ت ۹ر رجب ۱۰۵۸ھ/ ۳۰ر اگست ۱۶۴۸ء) الہ آباد میں، شاہ
۱۱۰ھ/ ۶ر فروری ۱۶۹۶ء) آگرے میں اور ان کے بھتیجے شاہ
۱۱۷ھ/ ۲۱ر مارچ ۱۷۵۹ء) کی درگاہ امروہے میں ہے۔
فارسی کے علاوہ سنسکرت کے بھی بڑے وِدْوان (عالم) تھے،
ت پڑھی تھی، ویدانت اور تصوف کا تقابلی مطالعہ بھی کیا تھا اور
ر" لکھی تھی، تقریباً پچاس سال پہلے اس کا ایک قلمی نسخہ جوان کے
یا تھا، راقم الحروف کی نظر سے گزرا تھا مگر اب یہ نا پید ہو چکا ہے،
زرگ حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی چشتی (وفات ۴ر رمضان
، انہوں نے ۱۰۶ سال کی عمر پائی تھی اور ساری زندگی دیہات
ے گذاری تھی، ان کا انتقال بریلی پیلی بھیت روڈ پر واقع ایک
مروہے میں ہے، حضرت شاہ عبدالہادی ہندی میں دوہے اور
ت بھی خوب واقف تھے، بہت سے ہندو بھی ان کے مرید تھے،
کے پنڈت کرپارام کی فرمائش پر ایک کتاب مقصود الطالبین بھی
ش میں ان کی مہارت کا پتا چلتا ہے، شاہ عبدالہادی کے حالات

اس زمانے میں فارسی کے ایک بڑے عالم اور انشا پرداز جن کی کتاب "انشائے دلکشا" برسوں تک مدارس کے فارسی نصاب میں شامل رہی ہے، سید نثار علی بخاری بریلوی نے "مفتاح الخزائن" (نام تاریخی ۱۲۲۹ھ/ ۱۸۱۴ء) نامی کتاب میں لکھے تھے، اس کے قلمی نسخے بہت کم ملتے ہیں، تقریباً ۷۵ سال پہلے یہ کتاب چھپی تھی مگر اس میں کتابت کی بے شمار غلطیاں رہ گئی تھیں، پھر میں نے اس کا فارسی متن انجمن فارسی دہلی کی جانب سے شایع کرایا، میں نے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے جو ماہ نامہ منادی دہلی میں قسط وار شایع ہوا تھا اور اب اسے بھی کتابی صورت میں شایع کرانے کا ارادہ ہے، وباللہ التوفیق، آج کل اس پر دہلی یونیورسٹی میں ایک طالبہ پی ایچ ڈی کے لیے اپنا مقالہ بھی لکھ رہی ہیں۔

حضرت شاہ عبدالہادی چشتی امروہوی کے جانشین ان کے پوتے حضرت شاہ عبد الباری چشتی ہوئے، اس مضمون میں ان کا ہی تعارف کرانا مقصود ہے، حضرت شاہ عبدالباریؒ (وفات ۱۱ر شعبان ۱۲۲۶ھ/ ۳۰ر اگست ۱۸۱۱ء) چشتی صابری سلسلے کو نئی زندگی دینے والے بزرگ ہیں، وہ بہت عالم فاضل، نفیس طبع اور لطیف مزاج درویش تھے، ان کی خانقاہ میں بہت سے درویشوں نے اپنی پوری زندگی گذار دی تھی، بہت سے وہ درویش تھے جو یہاں سے خدمتِ خلق کا جذبہ لے کر نکلے تو مختلف علاقوں میں رہ کر اللہ کے بندوں کی خدمت اور ارشاد و ہدایت کا کام کرتے رہے، ان کے خلفا میں ایک نام حضرت حاجی عبدالرحیم فاطمیؒ ولایتی کا ہے جو ہزارہ (سرحد) کے باشندے تھے، انہوں نے اور اخوند جان محمد نے حضرت شاہ عبدالباریؒ کو خواب میں دیکھا تھا تو ان کی تلاش میں درجنوں خانقاہوں اور درگاہوں میں حاضری دیتے ہوئے آخر امروہے آ گئے تھے، شاہ عبدالرحیمؒ کو حضرتؒ نے مرید کر لیا تھا، پھر خلافت بھی دے دی تھی، مگر اخوند جان محمدؒ کو حضرت شاہ غلام علی نقش بندیؒ کی خانقاہ میں جانے کا مشورہ دیا تھا، بعد میں یہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے، وہاں جبل بوقبیس پر رہتے تھے، مکہ معظمہ میں ہی ان کا انتقال ہوا، ان کے بیٹے شاہ عبدالعلیمؒ نقش بندی حج کے ارادے سے جا رہے تھے، راستے میں انتقال ہو گیا تو بھوپال میں دفن ہوئے، مختلف کتابوں کے مصنف عبداللہ خان خویشگی ان کے ہی فرزند ہیں، سید عبدالرحیمؒ ولایتی حضرت سید احمد رائے بریلوی اور مولانا محمد اسماعیلؒ دہلوی کے ساتھ ہی بالاکوٹ

ے (۲۷ر ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ/ ۹ر مئی ۱۸۳۱ء)، ان کے مرید اور
(وفات ۴ر رمضان ۱۲۵۹ھ/ ۲۷ر ستمبر ۱۸۴۳ء) ہیں جن کے
حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکیؒ (۱۲ر جمادی الثانیہ ۱۳۱۷ھ/
وں نے اپنے پیر بھائی حافظ محمد ضامن شہید اور دوسرے بہت
ولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بھی شامل ہیں،
ں عملی حصہ لیا تھا اور مختصر سی مدت کے لیے شاملی میں اپنی حکومت
کے ناکام ہوجانے کے بعد حضرت حاجی امداد اللہؒ تو مکہ معظمہ کو
ن انگریزوں کی گولی سے شہید ہوئے (۲۴ر محرم ۱۲۷۴ھ/ ۱۳ر
ئی اور کچھ لوگ مدت تک روپوش رہے، ان کے حالات رام پور
ماری مرحوم نے "مؤنس مہجوراں" کے نام سے لکھے تھے جس کا
نے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کی لائبریری میں دریافت کیا تھا، پھر
ں مرحوم نے "سردار شہیداں" کے نام سے شایع کردیا تھا۔
اس کے علاوہ سنگاپور، برما وغیرہ میں بھی چشتی صابری سلسلے کے
ں ہیں اور عوام بھی، ان سب کے شیخ کبیر حضرت خواجہ شاہ عبد
کڑوں لوگ دعا کرانے یا تعویذ لینے آتے تھے، حضرت مولانا
نے مرشد حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ
، حضرت شاہ عبدالباری نے اسے تعویذ لکھ کر دیا اور یہ فرمایا کہ
پیدا ہو تو پھر اس کے گلے میں ڈال دینا، مگر یہ شرط لگادی تھی کہ
کا اثر جاتا رہے گا، اللہ کے فضل سے اس برہمن کے گھر لڑکا پیدا
یذ اس کے گلے میں پڑا رہتا تھا، ایک دن وہ اپنے دوستوں کے
کے تالاب پر نہانے گیا تو اپنے کپڑے اور وہ تعویذ اتار کر تالاب
ں کے کسی چلبلے دوست نے وہ تعویذ کھول کر پڑھ لیا تو اس میں
" اسی وقت وہ لڑکا تالاب میں ڈوب گیا، زندہ باہر نہ نکل سکا،

حضرت شاہ عبدالباریؒ کی کرامتوں کے ایسے بہت سے واقعات مشہور تھے، کتابوں میں تو بہت تھوڑے سے لکھے رہ گئے ہیں۔

ان کے حالات صوفی محمد حسین مرادآبادی کی انوار العارفین، مشتاق احمد انبیٹھوی کی انوار العاشقین کے علاوہ آل حسن مودودی نقشی کی تالیف نخبة التواریخ اور محمود احمد عباسی کی تذکرة الکرام جیسی کتابوں میں کسی قدر تفصیل سے مل جاتے ہیں، پیر مہر علی شاہؒ گولڑہ، صوفی محمد حسین مرادآبادیؒ (مصنف انوار العارفین مطبع نول کشور ۱۸۷۶ء)، مولانا فیض الحسن سہارن پوریؒ، مولانا شاہ وارث حسن لکھنوی مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمدؒ مدنی، علامہ سید سلیمان ندویؒ، نظام دکن میر محبوب علی خان آصف سادس کے استاد مولانا انوار اللہ خاں فاروقی فضیلت جنگؒ (بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد) مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اور ایسے کتنے ہی اکابر امت مسلمہ کے نام حضرت شاہ عبدالباری چشتیؒ کے سلسلے سے وابستہ ہیں، حضرت شاہ عبدالباریؒ کا انتقال ۱۱ر شعبان ۱۲۲۶ھ/ ۳۰ر اگست ۱۸۱۱ء کو ہوا، ان کی خانقاہ میں دور دور سے درویش آکر قیام کرتے تھے، حضرت شاہ عبدالرحمٰن موحد لکھنویؒ بھی چھ مہینے تک ان کی خانقاہ میں مقیم رہے تھے، ۱۸۵۷ء میں جب انگریزوں کے خلاف بغاوت چل رہی تھی اور سارے ملک میں افراتفری کا عالم تھا، شہر کے بہت سے ہندو خاندانوں نے خصوصاً کایستھ گھرانوں نے، اپنے گھر کی عورتوں کو حضرت شاہ عبدالباریؒ کی خانقاہ میں رہنے کے لیے بھیج دیا تھا، جہاں اس وقت ان کے پوتے حضرت شاہ غلام مصطفیؒ (وفات ۲ر جمادالثانیہ ۱۳۱۳ھ/ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۵ء) سجادہ نشین تھے، حضرت شاہ غلام مصطفیؒ بھی اپنے زمانے کے بڑے چشتی بزرگ تھے، نواب وقار الملک نے انہیں حیدرآباد آنے کی دعوت دی تھی اور لکھا تھا کہ وہاں کے امرا آپ سے نیاز حاصل کرنے کے بہت مشتاق ہیں تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ میں بوڑھا ہوگیا اور حج کرنے نہ جاسکا، اب دنیا کے کسی مقصد سے سفر کرتے ہوئے شرم آتی ہے، سجادہ نشین چہارم ان کے فرزند حضرت حاجی شاہ محمد ابراہیم (وفات ۶ر صفر ۱۳۳۴ھ/ ۱۴ر دسمبر ۱۹۱۵ء) تھے، وہ اپنے متعدد مریدوں کے ساتھ حج بیت اللہ کے لیے گئے تھے، اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حیات تھے،

ک کے لیے گئے تو حاجی صاحب نماز عصر کے لیے وضو کررہے
نے اپنا عمامہ کھول کر زمین پر بچھا دیا اور فرمایا کہ آپ میرے
ف لائیں، شاہ محمد ابراہیم نے وہ عمامہ اٹھا کر اسے بوسہ دیا اور
جی امداد اللہؒ نے ایک دن ان کے لیے دعوت کا اہتمام کیا
وان سے ملاقات کے لیے جمع کرلیا، فرمایا کہ فقیر کا طریقہ
ے مرشدزادے تشریف لائے ہیں اس لیے آپ حضرات کو
سجادہ نشین ان کے فرزند اکبر حضرت شاہ سلیمان احمد چشتیؒ
ایسے درویش تھے جن کی نظیر دیکھنے کو اب یہ آنکھیں ترستی
پیر و مرشد بھی تھے، درس نظامی کے فارغ التحصیل اور حضرت
ا گرد تھے، میرے دامن میں اگر تھوڑا بہت علم ہے تو وہ ان کا

ی تعداد بریلی، پیلی بھیت، بیسل پور، کندرکی، بلاری،
ب دو حضرات کے سوا کسی کو خلافت نہیں دی، اپنے مریدوں
کے لیے یا بلایا جائے تو کسی بیمار کا علاج کرنے تشریف لے
ں سے نذرانہ قبول نہ کرتے تھے اور کبھی روپیا پیسا اپنی جیب
ساٹھ برسوں تک ان کے مطالعے میں رہی، اپنے معمولات
نہیں کبھی رات کو دو بجے کے بعد بستر میں رہا ہوں، کیسا ہی
رات کو دو بجے اٹھ کر عبادت شروع کرتے تھے اور فجر کی نماز
کے بعد گھر میں تشریف لاتے تھے، ترک و تجرید و تفرید اور فنا
ف نے ان کی بعض حیرت انگیز کرامات اور مکشوفات اپنی
سے صوفیۂ باصفا سے گہری عقیدت و محبت پیدا ہوئی ہے۔

اخبار علمیہ

ہاسٹن میں ماہرین صحت نے ایسا مادہ تیار کیا ہے جو دماغ کی باریک نسوں کو نقصان پہونچائے بغیر چوہوں میں مہلک دماغی ٹیومر کا استیصال کرتا ہے، دماغی کینسر کی اس مہلک بیماری پر اس طریقۂ علاج سے پہلی مرتبہ قابو پانے کے امکانات سامنے آئے ہیں اور نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ نے انسانوں میں ابتدائی مرحلے میں اسے پہنچانا شروع کردیا ہے، اب گلی اپیلا سٹوما یعنی دماغی ٹیومر کا پرانا رسمی طریقۂ علاج بہت زیادہ مؤثر نہیں رہا اور اس سے متاثر مریض دو سال کے اندر ہی موت کا شکار ہوجاتا ہے، لیکن اس بیماری میں مبتلا چوہوں کے علاج پر ماہرین نے جو تجربات کیے ہیں ان میں وائرس کے استعمال سے چوہوں کی نصف تعداد دماغی ٹیومر کے حملے سے بچ گئی، ہاسٹن میں ایم ڈی اینڈرسن ڈپارٹمنٹ آف نیورو آن کولوجی میں اس مطالعہ کے سربراہ جان می یوجو نے بتایا کہ ہمارا تجربہ بہت غیر معمولی، نتیجہ خیز اور مؤثر رہا، ان کی ٹیم نے اس وائرس کا استعمال جب عام کینسر میں کیا تو صرف یہ وائرس دماغی ٹیومر کو ختم کرنے کا سبب بن سکے اور بقیہ میں وائرس بالکل بے اثر رہے، اس وائرس کا نام انہوں نے Delta-24-RGD رکھا ہے، NCI کے برین ٹیومر پروگرام کے ہیڈ ہارڈ فائن نے کہا کہ اس تجربہ سے امید افزا نتائج سامنے آئے ہیں۔

نیشول میں بہت دور خلا میں زوردار دھماکہ سے ستاروں کے پھٹنے کا تازہ مشاہدہ کیا گیا ہے، ماہرین علم فلکیات کا کہنا ہے کہ ایسی قوی شہادتیں ملی ہیں جن سے تاریخ کائنات میں بنیادی تبدیلی کے آثار کے علاوہ یہ معلوم ہورہا ہے کہ پراسرار قوتیں کائنات کو برباد کرنے کے درپے ہیں، اس دریافت کی رپورٹ امریکن ایسٹرونومیکل سوسائٹی کی ایک میٹنگ میں پیش کی گئی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ کائنات ادھر ۷ بلین برسوں میں باہر کی طرف بڑھنا شروع ہوئی ہے، ڈاکٹر رابرٹ پی کرشنر نے اس مظہر (یعنی ستاروں کے پھٹنے کا) کے خصائص بیان کرتے ہوئے مزید کہا کہ ہم ایسی علامتیں دیکھ رہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات اپنی ابتدا کی طرف رفتہ رفتہ لوٹ رہی ہے، اس بدلتی صورت حال کا پتہ حال ہی میں ان پیمانوں کے ذریعہ کیا گیا جو کائناتی خوردلہروں کے مطالعہ کے لیے بنائے گئے ہیں

د پیدا ہونے والی حالت کے راز کو بھی فاش کرتا ہے، رپورٹ میں
ں ایک مقناطیسی زنجیر سے جڑی ہوئی ہیں، جن میں زیادہ تر چیزیں
اور پراسرار اور مخفی اشیا ان سے واقفیت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

چھلکے آلودگی کا سبب سمجھے جاتے تھے لیکن کلکتہ یونیورسٹی کے
مچھلی کے اس فضول وناکارہ حصہ کو بھی کارآمد وقابل استعمال بنا
یعہ اس نے ان سے صحت بخش موزوں مشروب تیار کیا ہے، یہ
حیثیت سے نفع بخش ہے، بایوٹکنالوجی کے ماہرین کا کہنا ہے کہ
ا کو آلودگی کا سبب سمجھ کر ناقابل استعمال قرار دیا جاتا ہے وہ
تے ہیں، انہوں نے کہا اس پر کام کرنے کے لیے کلکتہ یونیورسٹی
ہے، آر ایس مکھرجی نے بتایا کہ اس کا سفوف بھی تیار ہے اور ہم
ں ہیں۔

ٹی کے ایک مضمون نگار کے مطابق دس سال سے کم عمر کے بچوں
بات کا استعمال کم ہو رہا ہے، کیوں کہ کوئی اور مشروب دودھ کا
سے ۱۹۹۸ء تک جاری دس سالہ تحقیقی جائزہ کے دوران یہ معلوم
وں اور ۱۵ سے ۱۹ سال کی بچیوں میں دودھ کے علاوہ دوسرے
تک کم ہوا ہے۔

کے محققین نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے سارس جیسی مہلک
ر علاج دریافت کیا ہے، HIV ایڈس کے علاج کے سلسلہ میں عالمی
ہم نے پیپٹائڈز نام ایک مصنوعی پروٹین (لحمیہ) تیار کیا ہے جو سارس
رتی ہے اور اس کے باریک ریزے انسانی سل (خلیہ) میں سارس
، انہوں نے کہا کہ ہم اس ایجاد کی بہ دولت برآمد نتائج سے خوش
ں اثر پذیری سے محفوظ رکھتی ہے۔ (ماخوذ: ٹائمس آف انڈیا، ۲۰۰۳ء)

''ک۔ ص۔ اصلاحی''

معارف کی ڈاک

ایک اچھی کوشش

مزمل منزل، علی گڑھ۔
۱۸ر جون ۲۰۰۳ء

مکرمی! سلام ورحمت

معارف جون ۲۰۰۳ء بہت انتظار کے بعد ملا، ایلچ پور پر خواجہ غلام السیدین کا مضمون ''ایلچ پور کی وجہ تسمیہ'' بہت اچھی کوشش ہے، ماہر کتبات خواجہ صاحب بڑی محنت اور ذہانت سے عموماً انگریزی میں مضمون لکھتے ہیں، وہ اگر اردو میں بھی برابر لکھتے رہیں تو اچھا ہے۔

تاہم علمی حیثیت سے زیر نظر مضمون میں چند جگہ کچھ تسامح ہوگیا ہے، ایک دریافت شدہ کتبہ کا حوالہ دیتے ہوئے ''عرصہ'' ایلچ پور کا ذکر کیا ہے اور ''عرصہ'' کا مطلب ''ریاست کا صدر مقام'' لکھا ہے، کتب تاریخ اور کتبات میں ''عرصہ'' صوبہ یا کمشنری کے لیے استعمال ہوا جیسے عرصہ سندھ اور عرصہ گجرات، تاریخ فیروز شاہی میں عرصہ گورکھ پور آیا ہے اور تاریخ مبارک شاہی میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، (ملاحظہ ہو میرا مضمون ''ہندوستان میں علاقائی تقسیم اور مقامات کے انتظامی نام''، مشمولہ پروسیڈنگ انڈیسٹری کانگریس) یہ مضمون پچیس برس قبل شائع ہوا ہے۔

شاہنامہ فردوسی میں ایران کے بادشاہوں کی ہندوستان کے بعض علاقوں کی حکومت کا بیان ہے، اس پر تحقیقی توجہ کی ضرورت ہے، ہندوستان میں ایل کا لفظ ملنا ایک اہم بات ہے، تیموریوں کو مغل لکھنے میں احتیاط کی ضرورت ہے، کیا کیا جائے؟ انگریزوں نے اس لفظ مغل کو مشہور کردیا ہے، تیموری مغل نہیں تھے ترک برلاس تھے۔

سید فرخ جلالی

اردو اصطلاحات

ت زید مجدکم۔

تحیۃً وسلاماً

پ کا مضمون داراشکوہ پر مطالعہ سے گذرا، ماشاء اللہ آپ کا قلم رواں
ر پر یہ دو شعر فوراً ہو گئے، امید کہ اسے پڑھ کر آپ محظوظ ہوں گے

ا کردی   زان سبب پنجہ با خدا کردی
تو باشد   گر نہ تکریمِ مصطفےٰؐ کردی

اعظم گڑھ حاضری کا خواہاں ہوں مگر پیرا جازت نہیں دیتا۔
ی دوسری لغت جو اردو اصطلاحات انگریزی میں ترجمہ ہے، پندرہ
مکتوب سے اطلاع دی ہے کہ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد
عام پر آجائے گا، یہ کل پندرہ سو صفحات پر مشتمل ہے اس پر حکومت
جس نے تین مہینے تک کام کیا اور ۵ رمئی ۲۰۰۲ء کو اس کے منظوری
ں بعد اس کے طبع ہونے کی توقع ہے۔
ریزی، عربی اور اردو تین زبانوں میں تقریباً تین ہزار صفحات پر
ہو گئی ہے، دعا فرمائیں جلد منظر عام پر آجائے اور لوگوں کے لیے
ر ہو گا۔

والسلام
عزیز الرحمٰن

ایشیاٹک سوسائٹی کا مخطوطہ سیر الاولیا

کھنوال ہاؤس، ۵۴۔اے اسٹریٹ نمبر ۱۵
باتھ اسلانڈ کراچی
۱۱۔۴۔۱۴۲۴ھ/۱۲۔۶۔۲۰۰۳ء

مکرمی ضیاء الدین اصلاحی صاحب   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوا سال پہلے معارف کے تین شماروں دسمبر ۲۰۰۱ء، جنوری ۲۰۰۲ء اور مارچ ۲۰۰۲ء میں آپ نے ازراہِ عنایت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے سالِ وصال کے بارے میں میرا مقالہ تین اقساط میں شایع کیا تھا۔

آج اسی بابرکت ذات کے بارے میں ایک مضمون آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں، ممنون ہوں گا اگر مضمون کی وصول یابی سے مجھے مطلع کریں۔

بابا صاحبؒ کے "سالِ وصال" کے بارے میں ایک اہم ماخذ "سیر الاولیا" کا سترہویں صدی عیسوی کا وہ مخطوطہ ہے جو کول کتہ کی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں ہے جو ۱۰۴۰ ہجری مطابق ۱۶۳۰ء کا ہے، اس کا ذکر میرے مضمون کی دوسری قسط میں ہے جو معارف جنوری ۲۰۰۲ء کے صفحہ نمبر ۲۱ پر ہے اور صفحات نمبر ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ پر سیر الاولیا کے وہ چار اقتباسات ہیں جن سے باباصاحبؒ کے سالِ وصال کے تعین میں بہت مدد مل سکتی ہے، ان چار اقتباسات میں سے آخری دو اقتباسات جو صفحہ نمبر ۲۳ کے آخر اور صفحہ نمبر ۲۴ پر ہیں، سب سے زیادہ اہم ہیں۔

میں یہ دو آخری اور اہم اقتباسات اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں، اگر کسی صاحب کا جو اس موضوع سے دل چسپی رکھتے ہوں، کول کتہ جانا ہو اور وہ اس کاغذ کے کالم نمبر ۳ میں جو خالی رکھا گیا ہے، احتیاط سے وہ الفاظ نقل کرسکیں جو کول کتہ کے "سیر الاولیا" کے مخطوطے میں درج ہیں تو اس سے سالِ وصال کے تعین میں بہت مدد ملے گی، اگر وہ ان دو صفحات کی فوٹو کاپی بھی کراسکیں تو تحقیق کے نقطۂ نظر سے وہ بہت مدد ومعاون ثابت ہوں گی، آپ کے جواب کا منتظر اور آپ کے لیے دعا گو اور دعاجو۔

فیروز الدین احمد فریدی

...راڈیشن ۱۹۷۸ء)	کراچی میوزیم کا قلمی نسخہ (تاریخ کتابت نامعلوم)	
(۱	(۲)	(۳)
...طلبید ، سیزدہم ماہِ ...ستین وستمأیۃ بود ...ز بیارید، اجازت ...ورند، اجازت نامہ ...لانا جمال الدین را ...راور دہلی نمائی۔ ☆☆...	یک روز خواجہ طلبید سیزدہم ماہِ رمضان سنہ ستین وستمأیۃ بود...... وفرمود کہ کاغذ بیارید، اجازت نامہ بنویسند ، کاغذ آوردند اجازت نامہ بنشد ، بعدہٗ فرمود کہ مولانا جمال الدین را در ہانسی وقاضی منتجب را در دہلی نمائی۔ ☆☆☆	
...نمبر ۱۰۰ اور ۱۰۱ ...فرمود کہ بجہتِ لحدِ ...ت خام حاجت شد، ...در خانہ شیخ شیوخ ...برآوردہ بودند، ازاں ...ند تا در لحد خرچ شد ...ل حظیرۃ القدس مثواہ ...حضرت شیخ الشیوخ ...سعود گنج شکر در ۵۶۹، ...بود، ووفات حضرت ...شصت وچہار بود، عمر ...ود پنج باشد واللہ اعلم۔ ☆☆...	سلطان المشائخ می فرمود کہ بجہتِ لحدِ شیخ شیوخ العالم خشتِ خام حاجت شدہ، چوں موجود نمی شود، در خانۂ شیخ شیوخ العالم کہ خشتِ خام برآوردہ بودند ، ازاں خشت فرود آوردند تا در لحد شیخ خرچ شدہ طیب اللہ مرقدہٗ وجعل حظیرۃ القدس مثواہ از سلطان المشائخ پرسیدند کہ عمرِ شیخ شیوخ العالم چند سال بودہ فرمودند کہ نود و پنج سال۔ ☆☆☆	

مطبوعات جدیدہ

افکار غالب: از جناب ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، متوسط تقطیع، عمدہ کاغذ و طباعت، مجلد گردپوش، صفحات ۴۸۶، قیمت: ۲۰۰ روپے، پتہ: غالب انسٹی ٹیوٹ، ایوان غالب مارگ، نئی دہلی۔

غالب فلسفی تھے نہ صوفی و حکیم لیکن حکیمانہ انداز تفکر اور فلسفیانہ شاعری نے ان کے کلام کو صوفیانہ رنگ ضرور عطا کردیا، اس اجمال کی نہایت عالمانہ تشریح برسوں پہلے نامور فلسفی خلیفہ عبدالحکیم نے زیرنظر کتاب کی شکل میں پیش کی تھی جس میں وحدت الوجود، فلسفۂ غم، عقل و ادراک، جزا و سزا و آخرت جیسے موضوعات پر غالب کے بعض منتخب فارسی و اردو اشعار کی وضاحت کی گئی تھی، فاضل شارح کے نزدیک یہ امر بحث طلب ہے کہ غالب کا کوئی فلسفۂ خاص ہے یا نہیں لیکن اعلیٰ درجے کے حکیم شاعر ہونے میں ان کو کلام نہیں، ایک شعر کے متعلق انہوں نے لکھا کہ ہمارے لٹریچر میں صرف یہی ایک شعر ہے جس میں غالب انفعال کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے نطشے جیسے انقلابی فلسفی کا ہم نوا ہوگیا، تاہم ان کا خیال ہے کہ غالب ان شعرا میں ہیں جن کی سب سے زیادہ صحیح تصویر قرآن مجید نے پیش کی ہے وہ قرآن مجید کے مستثنیٰ شاعروں میں نہیں، کلام غالب کی ہر دل عزیزی کا اصل سبب یہ ہے کہ اس میں فلسفیانہ اور صوفیانہ افکار کی لذت ہے اور دوسروں کو حسن بیان سے لطف خاص حاصل ہوتا ہے، خلیفہ صاحب کی اس کتاب کو حسن قبول حاصل ہوا اور اب بھی ایک عرصہ گزر جانے کے بعد اور غالبیات کے ذخیرے کی غیر معمولی ثروت کے باوجود اس کتاب کی وقعت و اہمیت برقرار ہے، شاید یہی سبب ہے کہ غالب انسٹی ٹیوٹ نے اس کے طبع جدید کا اہتمام کیا، اشاریہ اور خلیفہ صاحب کے مختصر حالات زندگی شامل کیے جاتے تو یہ اور بھی مفید ہوتا۔

مقالات ابوالمآثر جلد اول: از جناب مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مرتبہ جناب مسعود احمد اعظمی، متوسط تقطیع، عمدہ کاغذ و طباعت، مجلد، صفحات ۴۰۶، قیمت: درج نہیں، پتہ: مرکز تحقیقات و امارت علمیہ، مرقاۃ العلوم، پوسٹ بکس نمبر ۱، مئو، یوپی۔

صف اول میں مقلدیت اور غیر مقلدیت کی بحث سے علمی و مذہبی
یوپی میں اس کی شدت اور فزوں تھی، اسی کا اثر تھا کہ شیخ الحدیث
نے رکعات تراویح اور طلاق ثلاثہ جیسے موضوعات پر مناظرانہ انداز
موضوع پر قدرت اور قوت استدلال کی وجہ سے یہ اور تحریروں سے
نظر سے دیکھا گیا، ان کمیاب مضامین کو اب زیر نظر مجموعہ میں یکجا
الم گیر مقبولیت بمثالب ابی حنیفہ کی تنقید، احناف اور اتباع حدیث،
یں بھی اس میں شامل ہیں، عموماً ان میں اصل موضوع پر توجہ مرکوز
لیے جوش کی فراوانی بھی ہے لیکن اس کے لیے ماحول اور خود مصنف
وری ہے، فروعی مباحث سے دل چسپی رکھنے والوں کے علاوہ علماء
عے میں مطالعہ اور غور و فکر کا وافر سامان ہے۔

پ پر اسلام کا اثر (دانتے کے حوالے سے): از ڈاکٹر
سط تقطیع، بہترین کاغذ و طباعت، مجلد مع گرد پوش، صفحات
پے، پتہ: سامیہ پبلی کیشنز، ۸۱۰/۴، سرسید نگر، علی گڑھ، یوپی۔

ر دانتے کا زمانہ حیات تیرہویں اور چودہویں صدی عیسوی کے
اس نے وہ کمال پیدا کیا کہ خدائے سخن کہلایا، خصوصاً اس کا طربیہ
یا وید ثابت ہوا، اردو میں بھی اس شہ پارے کو منتقل کیا گیا، یہ دراصل
ے تک اس طربیہ کے فکری مصادر شعوری یا غیر شعوری طور پر پردۂ خفا
کے اوائل میں حقیقت کی روشنی ظاہر ہوئی اور اعتراف کیا گیا کہ دانتے
، دراصل اسلام کے اثرات کا فیضان ہے اور واقعہ معراج ہی اس کا
کتاب میں لائق مصنف نے بڑی خوبی سے مغربی ادب پر اسلام کے
دلائل کی ہے جس کا اقرار تعصب اور احسان ناشناسی کی وجہ سے عمداً
نتے کی شخصیت، ماحول اور دیگر علمی و ادبی کاوشوں کے تعارف کے
ث کرتے ہوئے بتایا گیا کہ دانتے کے تصور افلاک کا تعلق الفرغانی

کے تصورات سے ماخوذ ہے، ایک باب میں خود واقعہ معراج کی تفصیلات ہیں اور ایک جگہ بایزید بسطامی اور شیخ اکبر ابن عربی کی صوفیانہ اور ابوالعلا المعری کی ادبی تمثیلات کو بھی بیان کیا گیا ہے، ایک بحث میں تصور آخرت کی مسیحی روایتوں کا اسلامی روایات سے موازنہ کیا گیا ہے یہ اردو داں طبقے کے لیے جدید ہے اور لذیذ بھی، آخر میں نفس بحث کا ماحصل، ''ارض تثلیث میں میراث خلیل'' کے عنوان سے ہے جس میں اسلامی اندلس کے سقوط میں عبرت کے پوشیدہ پہلو ایک بار پھر حسرتوں کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں، اپنے موضوع پر یہ کتاب یقیناً اس درجے کی ہے کہ اس کو تقابلی ادبیات میں مستند اور اہم حوالے کی نظر سے دیکھا جائے، ایک عربی درس گاہ کے فارغ التحصیل کے قلم سے دانتے کا ایسا معیاری مطالعہ بجائے خود حد درجہ لائق تحسین و آفرین ہے۔

امام بخش صہبائی کی ادبی خدمات: از جناب ڈاکٹر محمد ذاکر حسین، متوسط تقطیع، عمدہ کاغذ و طباعت، صفحات ۲۳۲، قیمت: ۱۵۰ روپے، پتہ: کتابستان، چندوارہ، مظفر پور (بہار)۔

فارسی زبان و ادب اور عربی صرف و نحو و قواعد کے ماہر اور قادر الکلام شاعر و نثر نگار کی حیثیت سے امام بخش صہبائی کے درجۂ بلند کا اعتراف آزردہ و غالب جیسے معاصرین اور بعد کے مستند محققین نے کیا، سخن شناسوں نے ''زنگ زدای آئینۂ سخن وری قدوہ کملائے روزگار، ماہر فنون عجیبہ'' جیسے جملوں سے ان کی تحسین میں بخل نہیں کیا لیکن ان کے حالات سے شایان شان اعتنا بھی نہیں کیا گیا، غالب کے معاصر و ممدوح ہونے کے باوجود غالبیات کے حوالے سے بھی یہ شکوہ بجا ہے، یہ کتاب اسی کی تلافی کی ایک عمدہ کوشش ہے جس میں صہبائی کے عہد اور سوانح کے علاوہ ان کی جملہ فارسی و اردو تصنیفات کا تعارف ہے اور عروض و قواعد داں اور تذکرہ نگار و شاعر کی حیثیت سے ابواب قائم کیے گئے ہیں، لائق و نوجوان مصنف کی محنت، مطالعہ کی وسعت کے علاوہ ان کی تحقیقی و تنقیدی صلاحیت بھی نمایاں ہے، انہوں نے اعتماد کے ساتھ بعض بڑے محققوں کی رایوں سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے نتیجۂ تحقیق کو سلیقے سے پیش کیا ہے، یہ تاثر درست ہے کہ صہبائی کے سلسلے میں یہ کتاب ایک وقیع اضافہ ہے۔

یاد وجد: مرتب جناب عنایت علی اورنگ آبادی، متوسط تقطیع، عمدہ کاغذ و

ے ٤٢٤، قیمت: ١٢٠ روپے، پتہ: ورلس ایجوکیشنل، کلچرل چیریٹیبل
سائٹی، اورنگ آباد۔

ں شاعرانہ فتوحات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، ترقی بسند شاعری کے دور عروج میں
پسند شاعر کی حیثیت سے ہوئی لیکن ان کی ترقی پسندی محض رسمی اور ایک
تھی، زبان وبیان پر غیر معمولی قدرت اور فکر وتخیل کی بلندی ولطافت نے ان
ور دل کش بھی بنادیا، ایک صاحب نظر نے ان کو اپنے طبقہ میں جوش ومجاز
ور الکلام اور خوش مذاق شاعر قرار دیا، دراصل ان کی شاعری ان کی شخصیت
ت، شستگی اور مشرقی قدروں کے بہترین سانچوں میں ڈھلی تھی، شخصیت اور
کلم دیکھنے میں آتا ہے، ان کے کلام کے کئی مجموعے شایع ہوئے، اہل نقد و
لیکن یہ احساس بھی رہا کہ وجد کو اردو ادب میں وہ مقام نہیں ملا جس کے وہ
ور شعرا کی بہ نسبت نقادوں نے ان سے اعتنا میں کوتاہی کی، زیر نظر کتاب
و مرتب کی گئی جس میں جناب وجد کے متعلق قریب تمام اہم تحریروں کو یکجا
کے علاوہ ایک باب میں ان کے شعری مجموعوں لہو ترنگ، آفتاب تازہ، اوراق
مل تعارف ہے، ان کی مشہور نظموں اجنتا، ایلورا، تاج محل اور کاروان زندگی
ور مکتوبات اور چند نثری تحریروں کے علاوہ انتخاب کلام بھی ہے، اس طرح
ں اور نقش کو بڑے سلیقے سے پیش کردیا گیا، ولی وسراج کے بعد ارض دکن
ں میں اس سب سے نمایاں شاعر کے کلام میں اہل ذوق کے علاوہ نقادوں
بھی بڑی کشش ہے، ان کے مجموعہ آفتاب تازہ پر معارف میں تبصرہ کرتے
لدین ندوی مرحوم نے لکھا تھا کہ کلام وجد، نوجوان ترقی پسند شعرا کے لیے
یا آفتاب تازہ سے روشنی حاصل کریں تو بہت سی غلطیوں اور بدمذاقی سے بچ
برس بعد آج بھی اردو شاعری کی نسل جدید سے اسی مشورے کا اعادہ کیا جاسکتا
وجد صاحب پہلے سرپرست تھے، سوسائٹی نے اس کتاب کو شایع کرکے ایک
حسن وخوبی ادا کیا ہے۔ (ع۔ص)

علامہ شبلی نعمانیؒ کی تصنیفات

Rs	Pages	مصنف	کتاب
190/-	512	علامہ شبلی نعمانی	١۔ سیرۃ النبیؐ اول (مجلد اضافہ شدہ کمپیوٹرایڈیشن)
190/-	520	علامہ شبلی نعمانی	٢۔ سیرۃ النبیؐ دوم (مجلد اضافہ شدہ کمپیوٹرایڈیشن)
30/-	74	علامہ شبلی نعمانی	٣۔ مقدمہ سیرۃ النبی
85/-	146	علامہ شبلی نعمانی	٤۔ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر
95/-	514	علامہ شبلی نعمانی	٥۔ الفاروق (مکمل)
120/-	278	علامہ شبلی نعمانی	٦۔ الغزالی (اضافہ شدہ ایڈیشن)
65/-	248	علامہ شبلی نعمانی	٧۔ المامون (مجلد)
130/-	316	علامہ شبلی نعمانی	٨۔ سیرۃ النعمان
50/-	324	علامہ شبلی نعمانی	٩۔ الکلام
35/-	202	علامہ شبلی نعمانی	١٠۔ علم الکلام
65/-	236	مولانا سید سلیمان ندوی	١١۔ مقالات شبلی اول (مذہبی)
25/-	108	مولانا سید سلیمان ندوی	١٢۔ مقالات شبلی دوم (ادبی)
32/-	180	مولانا سید سلیمان ندوی	١٣۔ مقالات شبلی سوم (تعلیمی)
35/-	194	مولانا سید سلیمان ندوی	١٤۔ مقالات شبلی چہارم (تنقیدی)
25/-	136	مولانا سید سلیمان ندوی	١٥۔ مقالات شبلی پنجم (سوانحی)
50/-	242	مولانا سید سلیمان ندوی	١٦۔ مقالات شبلی ششم (تاریخی)
25/-	124	مولانا سید سلیمان ندوی	١٧۔ مقالات شبلی ہفتم (فلسفیانہ)
55/-	198	مولانا سید سلیمان ندوی	١٨۔ مقالات شبلی ہشتم (قومی واخباری)
35/-	190	مولانا سید سلیمان ندوی	١٩۔ خطبات شبلی
40/-	360	مولانا سید سلیمان ندوی	١٩۔ مکاتیب شبلی (اول)
35/-	264	مولانا سید سلیمان ندوی	٢٠۔ مکاتیب شبلی (دوم)
80/-	238	علامہ شبلی نعمانی	٢١۔ سفر نامہ روم ومصر وشام

٢٢۔ شعر العجم (اول ص320 قیمت-/50) (دوم ص276 قیمت-/70) (سوم ص192، قیمت-/35)
(چہارم، ص290، قیمت-/45) (پنجم، ص206، قیمت-/38) (کلیات شبلی (اردو)، ص124، قیمت-/25)